خصوصی شمارہ

صدائے جوہر

بزم طلبہ شعبہ اسلامک اسٹڈیز کا ترجمان

THE ROLE OF JAMIA IN NATION BUILDING

ملک کی تعمیر وترقی میں جامعہ کا کردار

جامعہ ملیہ اسلامیہ

صدائے جوہر

بزم طلبہ شعبہ اسلامک اسٹڈیز کا ترجمان

مجلس ادارت

سرپرست:
پروفیسر ڈاکٹر سید شاہد علی

مشیر:
ڈاکٹر محمد مشتاق

مینجنگ ایڈیٹر: محمد ابراہیم خان

ایڈیٹر: سجاد علی

سب ایڈیٹر
علیزہ اعظمی

جوائنٹ ایڈیٹر
اقراء طاہر

اسسٹینٹ ایڈیٹر
محمد اکرم، علیزہ خان

* مضمون نگار کی رائے سے شعبہ اسلامک اسٹڈیز اور بزم طلبہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

بزم طلبہ شعبہ اسلامک اسٹڈیز کا ترجمان

صدائے جوہر

2020-21

شعبہ اسلامک اسٹڈیز

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

فہرست مضامین

پیغام	صدر شعبہ	5
پیغام	مشیر بزم طلبہ	6
اداریہ	سجاد علی	8
گاندھی، عدم تعاون تحریک اور جامعہ	علیزہ اعظمی	9
جامعہ اور شعبہ اسلامک اسٹڈیز	محمد ابراہیم خان	11
صحافت میں جامعہ کا کردار	محمد رفیع	13
اردو زبان و ادب میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی خدمات	محمد حسین	16
جامعہ کی صد سالہ تاریخ کا تجزیاتی مکالمہ	محمد یوسف نظامی	19
ملک کی تعمیر و ترقی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا کردار	فرحا تبسم	25
ناقابل فراموش		
فلمی دنیا میں جامعہ کی خدمات	راحت امام	27

Content

WHAT JAMIA'S PAST TELLS US?
IQRA TAHIR
(B. A. Final year)
PageNo.29

IS JAMIA ANTI-NATIONAL?
MARIYA ASIM
(B.A. Final year)
PageNo.37

INVENTIVENESS OF JAMIA
NUSRAT IQBAL AKHOON
(B.A. final year)
PageNo.42

CONTRIBUTION OF JAMIA MILLIA ISLAMIA IN SPORTS
SHAMA FIROGAN
(M.A. final year)
PageNo.44

ESTABLISHMENT OF JAMIA AND ITS PURPOSE
NIKHAT ZAFAR
(M.A, Final year)
Page No. 50

بسم الله الرحمن الرحيم

JAMIA MILLIA ISLAMIA
(A Central University by an Act of Parliament)
Maulana Mohammad Ali Jauhar Marg, New Delhi-110025

जामिया मिल्लिया इस्लामिया
(संसदीय अधिनियमानुसार केन्द्रीय विश्वविद्यालय)
मौलाना मुहम्मद अली जौहर मार्ग, नई दिल्ली-११००२५
E-mail : mlshaque@jmi.ac.in, Website : jmi.ac.in

جامعہ ملیہ اسلامیہ
(پارلیمانی ایکٹ کے تحت ایک مرکزی یونیورسٹی)
مولانا محمد علی جوہر مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

Department of Islamic Studies
Jamia Millia Islamia, New Delhi - 110025

डिपार्टमेंट आफ इस्लामिक स्टडीज
जामिया मिल्लिया इस्लामिया, नई दिल्ली-११००२५

شعبۂ اسلامک اسٹڈیز
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

Message of the Head

Knowledge means "Understanding". This understanding is required in thoughts, words and deeds. In the domain of knowledge we learn something, we unlearn something and we relearn something. Life Long Learning and All sides learning are the key for success. The formula to achieve success is:

Will + Beginning + Persistence = Result_ People do not lack strength they lack will. Beginning is always the toughest part of any work. Persistence unlocks potential and converts hardship into ease. Persistence is making small efforts each day, be patient with the process and focus on the path not the destination.

Nothing changes if nothing changes. If you do what you did, you will get what you got. Success is based on Mindset. The following approaches in mindset invite success:

I do what I think. I am Smart like me. I never fail, either I win or I learn. I Love what I do. I am what I do repeatedly.

I don't have to attend every argument I am invited to. I learn once and apply always. I always act never react. I forget the past, remember the lesson. I am very selective with who I am bad with. I don't harm others with my tongue and hands. I make my Life better not by chance but by change. I stop & reflect on my Life Choices. I teach myself.

I keep my mind with my body. I am insignificant in my own eyes. I stick to my Plan. I know when to start and when to stop. I know when to speak up and when to shut up. I know when to attach and when to detach. I know when to push myself or when to rest myself. I focus on myself not others. I compete with myself. I analyze or re-analyze my wants and needs. I forgive but never forget. I don't care what other people think. I am a combination of Selflessness and Selfishness. I Love all but Trust a few. I have a keen Eye for detail. I believe in myself. I am Patient.

I only complain my suffering and my grief to Allah. I put God first; everything falls into their proper place.

Prof. Dr. Syed Shahid Ali

JAMIA MILLIA ISLAMIA
(A Central University by an Act of Parliament)
Maulana Mohammad Ali Jauhar Marg, New Delhi-110025

जामिया मिल्लिया इस्लामिया
(संसदीय अधिनियमानुसार केन्द्रीय विश्वविद्यालय)
मौलाना मुहम्मद अली जौहर मार्ग, नई दिल्ली-११००२५
E-mail : mishaque@jmi.ac.in, Website : jmi.ac.in

جامعہ ملیہ اسلامیہ
(پارلیمانی ایکٹ کے تحت ایک مرکزی یونیورسٹی)
مولانا محمد علی جوہر مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

Department of Islamic Studies
Jamia Millia Islamia, New Delhi - 110025

डिपार्टमेंट आफ इस्लामिक स्टडीज़
जामिया मिल्लिया इस्लामिया, नई दिल्ली-११००२५

شعبۂ اسلامک اسٹڈیز
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

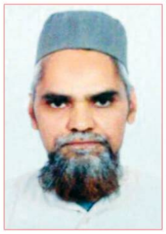

پیغام

مجلہ صدائے جوہر کا خصوصی شمارہ جو ''ملک کی تعمیر وترقی میں جامعہ کا کردار'' کے موضوع پر شائع ہوا ہے، حاضر خدمت ہے۔صدائے جوہر شعبہ اسلامک اسٹڈیز کا ایک دیواری مجلہ ہے،جس کے ذریعے یہ کوشش ہوتی ہے کہ طلبہ وطالبات میں مضمون نویسی کا ذوق پیدا ہواوران کے اندرزبانِ قلم سے اپنی بات کہنے کا سلیقہ پیدا ہوجائے۔صدائے جوہر کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ یہ مجلہ اپنے مشن میں بڑی حدتک کام یاب ہے، بہت سے طلبہ نے اس رسالے میں مشق و ممارست کر کے اپنی لکھنے کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیا اور پھر قرطاس وقلم کی دنیا سے وابستہ ہو گئے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ ملک کا ایک نامور تعلیمی ادارہ ہے۔رواں سال میں اس ادارے کے قیام کو ایک صدی مکمل ہو رہی ہے۔سو سال کے اس طویل دورانیے میں ملک وقوم کی تعمیر وترقی میں اس ادارے کی گراں قدر خدمات رہی ہیں۔ملک کی آزادی میں بھی اس ادارے نے نمایاں خدمات انجام دیں ہیں اور آزادی کے بعد ملک وسماج کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا۔مجھے خوشی ہے کہ بزم طلبہ،شعبہ اسلامک اسٹڈیز نے ''ملک کی تعمیر وترقی میں جامعہ کا کردار'' کے عنوان سے صدائے جوہر کا خصوصی شمارہ شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔یہ بڑا مبارک اور خوش آئند اقدام ہے۔اس سے جامعہ کی تاریخ کا ایک اہم باب لوگوں کے سامنے آئے گا اور مزید کام کرنے والوں کو حوصلہ ملے گا۔میں اس شمارے میں تعاون دینے والے تمام طلبہ وطالبات کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت بروقت اور بڑا مناسب فیصلہ کیا ہے،ساتھ ہی میں امید کرتا ہوں کہ صدائے جوہر کے اس شمارے کے ذریعے جامعہ کی سنہری تاریخ کے جو پہلو اور جو آفاق وگوشے منصۂ شہود پر آئیں گے وہ بعد والوں کے لیے حوالہ بن جائیں گے۔

Mushtaq

ڈاکٹر محمد مشتاق
مشیر،صدائے جوہر

اداریہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۰ میں علی گڑھ میں ہوا۔ جامعہ کا قیام اس وقت ہوا جب ہندوستان میں تحریک آزادی شباب پر تھی اور ملک کی عوام سامراجی قوتوں کے ظلم و جبر کے خلاف متحد ہو چکی تھی۔ گاندھی جی کی قیادت میں تحریک عدم تعاون شروع ہوئی اس تحریک کا بنیادی مقصد تھا کہ ملک کی عوام حکومت سے عدم تعاون کرے، بدیسی مال نہ خریدے، سرکاری تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کرے، سرکاری ملازمت ترک کرے، غرض یہ کہ ہر سطح پر حکومت مخالف رویّہ اپنا کر یہ دباؤ بنائے کہ حکومت برطانیہ انہیں آزادی دے۔ اسی کے ساتھ اس زمانے میں ترکی میں خلافت اسلامیہ کو ختم کیا جا رہا تھا چونکہ یہ بھی برطانوی سامراجی عناصر کر رہے تھے اس لیئے ہندوستان میں بھی خلافت کے بقا کیلئے تحریک چلی اس تحریک کے قیام کے محرک وہ طلبہ ہوئے جو خلافت کانفرنس اور تحریک عدم تعاون سے اتفاق رکھتے تھے اس ادارے کے قیام میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی جو اس وقت کالج کا درجہ رکھتی تھی کی فضا کا بہت عمل دخل رہا ہے یہاں کے طلباء یونین ہال میں جلسہ کر کے تحریک آزادی، خلافت کانفرنس اور تحریک عدم تعاون پر اتفاق کر کے ادارے پر یہ دباؤ بنانے لگے کہ اس ادارے کو بھی سرکاری سرپرستی سے آزاد کرایا جائے چنانچہ انکی آواز کا اثر کالج کے ذمہ داران پر تو نہیں ہوا البتہ طلبہ کی ایک بڑی تعداد نے اسکی حمایت کی اور ادارے کو خیر آباد کہہ دیا ایسے ہی طلبہ کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد علی گڑھ میں رکھی گئی چار سال یہ ادارہ علی گڑھ میں رہا پھر ۱۹۲۵ء میں حکیم اجمل خان کے مشورے پر اس ادارے کو قرول باغ دہلی میں منتقل کیا گیا ۱۹۳۵ میں قرول باغ سے منتقل کر کے موجودہ جگہ پر آیا اور ۱۹۶۲ میں جامعہ کو گرانٹ کمیشن کی طرف سے ڈیمڈ یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا اور ۱۹۸۸ میں ہندوستان پارلیمنٹ نے ایک ایکٹ کے ذریعے اس کو مرکزی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا اس ادارے کے قیام میں جن رہنماؤں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا انکے نام یہ ہیں مولانا محمد علی جوہر، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مہاتما گاندھی، اور حکیم اجمل خان وغیرہ

اس ادارے کے قیام کو اب سو سال ہو رہے ہیں اپنے اس صد سالہ سفر میں اس نے بڑے سرد و گرم حالات دیکھے اور مشکلات سے جھوجھتے ہوئے بڑی ترقی بھی کی اس وقت اس ادارے میں کل نو فیکلٹیاں ہیں جن میں مختلف علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے مثلاً قانون، تعلیم، سائنس، سوشل سائنس، انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ہیومینیٹیز اینڈ لینگویجز، آرکیٹیکچر، اور ڈینٹسٹری وغیرہ۔ ان فیکلٹیز کے مختلف شعبوں میں گریجویشن سے لیکر پی ایچ ڈی تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ ایک تعلیمی درسگاہ نہیں بلکہ مختلف علوم و فنون کا ایک ایسا گہوارہ ہے جسے اسلاف نے خون جگر دے کر سینچا ہے جن کی محنتوں اور کوششوں کے بدولت آج جامعہ ملیہ اسلامیہ پوری دنیا میں ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔ جامعہ سے تعلیم حاصل کر کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد اندرون و بیرون ملک میں جہاں برسر روزگار ہیں وہیں قوم و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ کا یہ امتیاز بھی قابل ذکر ہے کہ جس مقصد کے تحت جامعہ کا قیام عمل میں آیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جامعہ ان تمام مقاصد کو پورا کرتے ہوئے بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ یاد رہے کہ رواں سال جامعہ ملیہ اسلامیہ کی صد سالہ تقریبات کا سال ہے اسی لیئے صدائے جوہر کی بزم ادارت نے یہ طے کیا ہے کہ اس موقع پر صدائے جوہر کا خصوصی شمارہ "ملک کی تعمیر و ترقی میں جامعہ کا کردار" کے عنوان سے شائع کیا جائے تا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی دور حاضر میں جو تعلیمی خدمات ہیں وہ طلبہ کی تحریروں کے ذریعے منظر عام پر آسکیں مجھے قوی امید ہے کہ یہ دیواری رسالہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگا۔ اس رسالے کی ترتیب پر میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے یہ راہ آسان کی اور آج یہ رسالہ ہم آپکی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اس کے بعد میں بزم طلبہ کے صدر پروفیسر سید شاہد علی، صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، ایڈوائزر ڈاکٹر مفتی محمد مشتاق تجاروی صاحب سر کا ممنون و مشکور ہوں جن کا تعاون اور رہنمائی مجھے برابر ملتی رہی میں اس موقع پر اپنے جملہ اساتذہ کا بھی شکر گزار ہوں کے انہوں نے مسلسل میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ نیز میں اپنی ٹیم کے ممبران محمد ابراہیم خان، محمد اکرم علی، علیزہ اعظمی، علیزہ خان، اور اقراء طاہر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے صدائے جوہر کے اس خصوصی شمارے کی تیاری میں تعاون کیا۔

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ جسکی توفیق سے یہ دیواری رسالہ پایہ تکمیل کو پہنچا میں ان تمام افراد کا شکر گزار ہوں جن کا تعاون مجھے اس رسالہ میں قدم قدم پر حاصل رہا۔

ایڈیٹر

سجاد علی ایم اے (سال دوم)

علیزہ اعظمی
(ایم اے، سال آخر)

گاندھی، عدم تعاون تحریک اور جامعہ

تعلیم کسی بھی انسان کی زندگی کا سرمایہ حیات ہوتی ہے اور تعلیم کے بغیر انسان اس بھٹکتے ہوئے راہگیر کی طرح ہوتا ہے جسے اپنی منزل مقصود تک پہونچنے کا راستہ ہی پتہ نہ ہو تعلیم کی اہمیت آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی مسلم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق کی تو انھیں اسماء کے نام سکھائے اس کے علاوہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہر قوم اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو معلم بنا کر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو راہ حق کی طرف لے آئیں اور اس کے علاوہ حضور صلی االلہ علیہ وسلم پر پہلی وحی کی شروعات اقراء سے ہوئی یعنی پہلی وحی میں بھی پورا زور تعلیم پر دیا گیا اس کے بعد مسلمانوں کی جو حکومتیں قائم ہوئیں جیسے اموی حکومت، عباسی حکومت، سلجوقی حکومت، فاطمی حکومت، ان سب نے تعلیم کے ہر میدان میں اپنا لوہا منوایا لیکن پھر دھیرے دھیرے مسلمانوں کا زوال ہونا شروع ہو گیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں بھی ۱۸۵۷ کے بعد مسلمانوں کا تعلیمی زوال ہونا شروع ہو گیا اور اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جو دوسروں کے لیے قابل تقلید تھے اب وہ خود دوسروں کی تقلید کرنے لگے اور ان کے یہاں جدوجہد اور نت نئی ایجادات کا مادہ ختم ہو گیا اور وہ پھر سے اندھیرے میں بھٹکنے لگے لیکن انھیں اندھیرے سے روشنی کی طرف لانے میں اور ان کے اندر تعلیم کا شعور پیدا کرنے میں جامعہ نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے جامعہ نے نہ صرف مسلمانوں کے تعلیم کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس نے ملک کی قومی یکجہتی کو فروغ دینے میں بھی ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور ملک کی قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے کے لئے جامعہ اپنی آخری سانس تک کوشش کرتا رہے گا۔

جامعہ کے قیام کی وجوہات

رولٹ ایکٹ ۱۹۹۹: یہ ایکٹ برطانیہ حکومت کے ذریعہ ۱۹۱۹ میں پاس کیا گیا تھا اور اس ایکٹ کے تحت حکومت کسی کو بھی بنا ٹرائیل کے قید کر سکتی تھی اور اس ایکٹ کے خلاف گاندھی جی اور دوسرے لیڈران نے جم کر ہنگامہ کیا۔

جلیانوالہ باغ حادثہ: اس کے بعد ۱۹۱۹ میں ہی جلیانوالہ باغ کا حادثہ بھی پیش آیا جس میں بہت سے گاؤں والے ایک پارک میں اکٹھا ہو کر بیساکھی منا رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ وہ پر سکون طریقے سے دو قومی لیڈران کی گرفتاری کے خلاف احتجاج بھی کر رہے تھے۔

نان کوآپریشن موومنٹ: گاندھی جی نے ۱۹۲۰ میں رولٹ ایکٹ اور جلیانوالہ باغ حادثے کے نتیجے میں نان کوآپریشن موومنٹ کی

شروعات کی جس میں انھوں نے تمام ہندوستانیوں سے درخواست کی تھی کہ برٹش کورٹ ، تعلیمی ادارے ،نوکری اور برطانیہ کی دوسری چیزوں کا بائیکاٹ کریں جس کے نتیجے میں جامعہ کا قیام ہوا جس میں مسلمان قومی لیڈروں نے جن میں حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور عبدالمجید خواجہ اس بات سے خوش نہیں تھے کہ علی گڑھ برطانیہ کا ساتھ دے جیسا کہ جامعہ کا قیام نان کوآپریشن کی بنیاد پر ۱۹۲۰ میں علی گڑھ میں ہوا اس کے بعد جامعہ ۱۹۲۵ میں قرول باغ میں شفٹ ہوا اور پھر ۱۹۳۵ میں جامعہ کو اوکھلا میں شفٹ کیا گیا

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جامعہ کی بنیاد ہی نان کوآپریشن موومنٹ کے تحت ہوئی اس لئے جامعہ نے برطانیہ حکومت سے امداد لینے سے ہی انکار کر دیا

قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے میں جامعہ کا کردار

قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے میں جامعہ نے ایک اہم رول ادا کیا ہے اور جامعہ اپنے قیام کے وقت سے ہی کبھی بھی اس نے مسلم اور نان مسلم طلباء میں کوئی فرق نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس طرح کے عناصر کو جامعہ نے کبھی اپنے نصاب میں جگہ دی ہے بلکہ جامعہ نے ایک دوسرے کے مذہب کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے اور ایک دوسرے کے مذہب کے نزدیک احترام پیدا کرنے کے لئے اپنے نصاب میں ان چیزوں کو جگہ دی ہے جن کے ذریع محبت اور بھائی چارگی کا قیام ہو۔ جامعہ نے اپنے دامن میں مختلف کلچر، مختلف مذہب، مختلف زبانوں، مختلف ممالک کے طلباء کو جگہ دی ہے اور جامعہ کا ہر طالب علم اپنے ساتھیوں کے کلچر ان کی زبان انکی مذہب کو ویسی ہی عزت اور احترام دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے مذہب کو دیتا ہے اور جو کہ بانیان جامعہ کا خواب بھی تھا۔

جامعہ میں گنگا جمنی تہذیب کے سو سال

رواں سال جامعہ اپنے سو سال پورے کر رہی ہے جامعہ نے اپنے اس سو سالہ سفر میں تعلیم کو پھیلانے اور اس ملک کے بڑے طبقے کو تعلیم یافتہ بنانے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے جامعہ نے نہ صرف اس ملک کی تعلیمی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ اس نے قومی یکجہتی اور ہندو مسلم بھائی چارے کو بھی بڑھاوا دینے میں اور ساتھ ہی ساتھ اس کو برقرار رکھنے میں بھی ایک اہم رول ادا کیا ہے جامعہ میں اس بھائی چارے کی مثال ہمیں ہر تہوار میں دیکھنے کو مل جاتی ہے یہاں پر عید منائی جاتی ہے تو وہیں ساتھ ہی ساتھ یہاں ہولی اور دیوالی بھی بڑے ہی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے رکشابندھن اور کرسمس یہاں سب کا پسندیدہ تہوار ہے یہاں پر اگر مسلم بھائی عید مناتے ہیں تو ہمارے ہندو بھایی نہ صرف انہیں عید کی مبارکباد دیتے ہیں بلکہ ان کے گھر جا کر سوئیاں بھی بڑے شوق سے کھاتے ہیں اور ہندو بھایئ اگر ہولی اور دیوالی مناتے ہیں تو مسلم بھائی بڑے چاؤ سے انھیں رنگ لگاتے ہیں اور ان رنگوں میں ڈوب کر نہ کوئی ہندو رہتا ہے نہ کوئی مسلمان بلکہ ان کی صرف یہی پہچان رہتی ہے ہندوستانی۔

جامعہ نے ہر طالب علم کو ان کے مذہب کی تعلیمات سے روشناس کرایا ہے پھر چاہے وہ ہندو ہوں یا مسلم جامعہ نے یہ اپنی ذمہ داری سمجھا ہے کہ انھیں ان کے مذہب کی اخلاق و اقدار سکھائے جائیں کیونکہ جب وہ اپنے مذہب کی تہذیب و ثقافت اور اقدار سے روبرو ہونگے تو وہ ایک اچھے شہری بنیں گے اور ساتھ ہی ساتھ وہ ایک دوسرے کو سمجھیں گے اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے مذہب کے تئیں ادب واحترام پیدا ہوگا اور اس سے ایک اچھا سماج وجود میں آئے گا اور ایک اچھے سماج سے ایک اچھا ملک جامعہ نے اپنے ان سو سالوں میں جس طرح گنگا جمنی تہذیب کو باقی رکھا اسی طرح انشاء اللہ جامعہ آگے بھی قومی یکجہتی کو برقرار رکھتے ہوئے اور شر پسندوں کے خوابوں کو روندتے ہوئے اور گاندھی جی کے عدم تشدد کے خوابوں کو جیتے ہوئے لگاتار ترقی کی منزلیں طے کرے گا۔

محمد ابراہیم خان
(بی اے، سال آخر)

جامعہ اور شعبہ اسلامک اسٹڈیز

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے الفاظ میں ''جامعہ ملیہ کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی آئندہ زندگی کا ایک ایسا نقشہ تیار کرے جس کا مرکز مذہب اسلام ہو اور اسمیں ہندوستان کی قومی تہذیب کا وہ رنگ بھرے جو عام انسانی تہذیب کے رنگ میں کھپ جائے''
(جامعہ ملیہ اسلامیہ تاریخ تحریک روایت ص ۱۳۳ ج ۱)

اسلامک اسٹڈیز شروع سے ہی جامعہ کے نصاب میں شامل رہا ہے جامعہ میں ممتاز اساتذہ نے یہ مضمون پڑھایا ہے جس میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا محمد اسلم یراجپوری، ڈاکٹر سید عابد حسین قابل ذکر ہیں۔

۱۹۴۰ میں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی خواہش پر سب سے پہلے مولانا عبید اللہ سندھی صاحب کے ذریعہ بیت الحکمہ نامی شعبہ بنا (جامعہ کی کہانی ص ۲۰۷) لیکن مولانا کی کمزوری کی وجہ سے یہ شعبہ زیادہ دن نہ چل سکا پھر آگے چل کر اس خلا کو پر کرنے کیلئے ۱۹۷۱ میں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی یاد میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کا قیام عمل میں آیا جس کا بنیادی مقصد زمانے کے لحاظ سے اسلام کی عقلی تعبیر کو عام کرنا تھا۔

اس شعبہ کی جانب سے تین مجلّے بھی نکلتے ہیں

۱۔ (اسلام اور عصر جدید (اردو)
۲۔ (اسلام اینڈ موڈرن ایج)
۳۔ ماہانہ رسالہ جامعہ)

۱۹۷۵ میں اسلامک اسٹڈیز اور عرب ایران اسٹڈیز کا قیام عمل میں آیا اور پھر ۱۹۸۸ سمیں باضابطہ شعبہ اسلامک اسٹڈیز کا قیام عمل میں آیا۔

اسلامک اسٹڈیز کے موضوعات:

اسلامک اسٹڈیز پوری اسلامی تاریخ تہذیب وتمدن کا احاطہ کرتا ہے اسکے بنیادی موضوعات ہیں:

اسلامی علوم، اسلامی سماجی ومعاشی نظام، فوج انتظامیہ، مختلف اسلامی علوم وفنون کا آغاز وارتقاء، اسلامی تہذہب وثقافت، تصوف، ادب ،فنون لطیفہ اور اسلامی تہذیب وتمدن کے دوسرے کئی پہلو۔

موجودہ دور میں اسلامک اسٹڈیز کی معنویت:

آج دنیا ایک گلوبل ولیج کی حیثیت اختیار کرچکی جہاں ہر آدمی ایک دوسرے سے تعلق میں ہے ایسے حالات میں یہ ضروری ہے کہ ہم ان تمام علمی روایات کا مطالعہ کریں جو کہ اس دنیا میں ہیں تب ہی ہم دوسروں کو سمجھ سکتے ہیں اسی کے ساتھ بحیثیت مسلم ہمیں بھی اپنے علمی وراثت کو جاننا ہوگا جب تک ہم اپنے علمی روایات ووراثت کو نہ جانیں گے اس وقت تک ہم دوسروں کے علمی روایات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

اسلامیات میں ہم متن پر زیادہ توجہ دیتے ہیں لیکن اسلامک اسٹڈیز میں متن کے ساتھ ساتھ سیاق وسباق پر بھی نظر رکھتے ہیں جسکے نتیجے میں ایک الگ تعبیر دین کی ہمارے سامنے آتی ہے (پروفیسر اختر الواسع صاحب کی گفتگو سے ماخوذ)

آج دنیا میں مسلمانوں کو تاریخی ومذہبی حوالے سے تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے نظریات کی یلغار ہے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس کا ازالہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم اسلام کا مطالعہ ہر حوالے سے کرینگے اور پھر جو غلط فہمیاں لوگوں کے دلوں میں ہیں اسے دور کرنے کی کوشش کرینگے

حوالہ جات:

۱۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ تاریخ تحریک روایت — از شہاب الدین انصاری

۲۔ جامعہ کی کہانی — از عبدالغفار مدہولی

jmi. Ac. In/Islamic studies3

https//:www.facebook.com/BeyondHeadlinesnews/videos/336053187812478/exclusive

Interview of prof akhtarulwasesb with javedakhtar on beyond headlines

محمد رفیع
(ایم اے سال دوم)

صحافت میں جامعہ کا کردار

انسان اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لیے متعدد اشیاء کا استعمال کرتا ہے، کبھی زبان کے ذریعے اپنے دل کی بات بیان کرتا ہے، کبھی اشارات اور کنایات کا سہارا لے کر اپنے دل کی کیفیت بیان کرتا ہے تو کبھی کتابت کے ذریعے اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے، اسی کتابت کو اردو کی اصطلاح میں ''صحافت'' کا نام دیا جاتا ہے۔

صحافت کا معنی

''صحافت''، صحف کی جمع ہے جس کا لغوی معنی ''کتاب'' یا ''رسالے'' کے ہیں، اور اصطلاح میں ''صحافت'' ایسے مطبوعہ مواد کو کہتے ہیں جو مقررہ وقفوں کے بعد شائع ہوتا ہے، صحافت کو انگریزی زبان میں ''جرنلزم'' کہتے ہیں جو ''جرنل'' سے ماخوذ ہے اس کا معنی ''روزانہ حساب'' کے ہیں اور جو شخص ''صحافت'' کو اپنا پیشہ بنالیتا ہے اس کو ''ورکنگ جرنلسٹ'' کہا جاتا ہے۔

صحافت کی اقسام

سہولت کے لیے صحافت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔عوامی صحافت:

جس میں وہ اخبار اور رسائل آتے ہیں جو ناخواندہ لوگوں کو فائدہ دیں یا ان لوگوں کو فائدہ دیں جو کسی دوسرے کام میں مصروف رہتے ہیں۔

۲۔معیاری صحافت

یہ صحافت ان اخبارات اور مکتوبات پر مشتمل ہوتی ہے جس میں علمی ابحاث ہوتی ہیں جس کا واسطہ خواندہ ترین لوگوں سے رہتا ہے یعنی وہ لوگ جو چہار جانب سے آنے والی خبروں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔زرد صحافت

اس کے اندر ایسے خبر ہوتی ہیں جو جرائم سے متعلق ہوں مثلاً جنسی استحصال زنا بالجبر ظلم وتشدد دہشت گردی وغیرہ۔

صحافت کی ابتدائی تاریخ

اگر صحافت کی تاریخ کی بات کی جائے آئے جس کو انگریزی زبان میں جنرلزم کہتے ہیں، اس کا آغاز جوہانس گٹین برگ کے ذریعہ مانا جاتا ہے اور اس کو صحافت کا موجد قرار دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اگر ہندوستانی صحافت کی بات کی جائے تو اس کی ابتدا ۱۹۸۰ میں ''ہکی بنگال گزٹ'' سے ہوتی ہے جو انگریزی زبان میں شائع ہوا تھا جس کے ایڈیٹر سر جیمز اگستس تھے۔

صحافت کی اہمیت

عالمی معاملات سے باخبر ہونے کے کئی ایک ذرائع ہیں انہی میں سے ایک صحافت بھی ہے جو انسان کو عالمی حوادثات سے واقفیت دلاتا ہے اور رائے عامہ کی فہرست تیار کرتا ہے، صحافت کے ذریعے انسان کسی بھی واقعہ پر اپنی رائے قائم کرسکتا ہے اور گھر بیٹھے بیٹھے عالمی معاملات سے وابستہ ہوسکتا ہے اور آنے والے خطرات اور حوادثات کا مقابلہ کرسکتا ہے اور اپنا ذریعہ معاش تلاش کرسکتا ہے۔

جامعہ کی صحافتی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جامعہ سے اٹھنے والی صحافت کی خشبو سے ہندوستان مہک رہا ہے اور جامعہ سے فارغ ہونے والے صحافی ہندوستان کے متعدد گوشوں میں اپنی خدمات پوری امانت داری کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، اپنا فریضہ باقاعدہ طور پر ادا کر رہے ہیں اور لوگوں کو جدید معاملات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

صحافت کے میدان میں جامعہ کا مقام

جامعہ کی صحافتی خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جامعہ سے اٹھنے والی صحافت کی خشبو سے ہندوستان مہک رہا ہے اور جامعہ سے فارغ ہونے والے صحافی ہندوستان کے متعدد گوشوں میں اپنی خدمات پوری امانت داری کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، اپنا فریضہ باقاعدہ طور پر ادا کر رہے ہیں اور لوگوں کو جدید معاملات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

انہی خدمات کے سبب جامعہ کا صحافی اسکول، صحافی شعبہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے ابھی حال ہی میں ''اوٹلک میگزین'' نے جدید ترین سروے میں بیان کیا ہے کہ جامعہ کا صحافی اسکول ہندوستان کا بہترین اور ترقی یافتہ اسکول ہے، اگر اس کو اول مقام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیوں کہ اس نے کاروباری تعلیمی اداروں کی اکھل بھارتیہ درجہ بندی میں پہلا مقام حاصل کیا ہے۔

جامعہ کے چند معروف صرف صحافی

برکھادت : صحافی شعبہ سے فارغ ہونے والے لوگوں میں برکھادت کا ایک عظیم مقام ہے، ان کی پیدائش ۱۸ دسمبر ۱۹۷۱ میں نئی دہلی میں

ہوئی انہوں نے جامعہ سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی اوراس کے بعد تعلیمی سفر بیرونی ملک جا کر مکمل کیا ،آپ نے صحافی سفر کا آغاز ۱۹۹۱ میں کیا۔صحافی خدمات کے پیش نظر ۲۰۰۸ میں ان کو پدم شری انعام سے نوازا گیا اوراس کے بعد بہترین اینکری کے سبب انڈین ٹیلی ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

کرن راؤ: یہ معروف اداکار عامر خان کی بیوی ہیں،ان کی پیدائش ۷ نومبر ۱۹۷۳ میں شہر بینگلور میں ہوئی،انھوں نے جامعہ سے صحافت کی ماسٹر ڈگری کے ساتھ فراغت حاصل کی۔اور یہ پانی فاؤنڈیشن کی بانی بھی ہیں۔

شازیہ علمی: ان کی پیدائش ۱۹۷۰ میں شہر کانپور میں ہوئی، ۱۹۹۴ میں انہوں نے جامعہ سے صحافت میں ماسٹر کیا اس کے بعد انہوں نے سیاست کو چنا اور بی،جے،پی،میں شامل ہوگیں۔

مونی رائے: ان کی پیدائش ۲۸ ،ستمبر ۱۹۸۵ کو بہار میں ہوئی جب یہ جامعہ میں صحافت میں ماسٹر کی طالبہ تھیں اسی اثناء یہ بالی ووڈ میں شامل ہوگیں۔

انجنا اوم کشیپ: یہ بھی ایک ہندوستانی صحافی ہیں،انھوں نے جامعہ کے ماس کمیونیکیشن سے ڈپلومہ کیا آج یہ ہندی نیوز چینل AAJTAK کی اینکر ہیں۔

نہاریکا اچاریہ: یہ ایک صحافی ہیں انھوں نے جامعہ کے ماس کمیونیکیشن ریسرچ سنٹر سے ایم ،اے،کیا اور یہ ہندوستان کے مختلف چینلز پر اینکر کے عہدے پر کام کرتی ہیں۔

محمد حسین
(ایم اے سال آخر)

اردو زبان و ادب میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی خدمات

اردو زبان کی تعریف اور خصوصیات

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔اس کے معنی لشکر، سپاہی، کیمپ، خیمہ وغیرہ کے ہیں۔عہدِ مغلیہ میں یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ زبان کے معنی میں اس لفظ کا استعمال چنداں قدیم نہیں۔میر امن دہلوی، سرسید احمد خان اور سید احمد دہلوی (مولف فرہنگِ آصفیہ) کا یہ دعویٰ کہ اردو زبان کی ابتداء شاہجہانی لشکر (اردو) سے ہوئی اس لیے اس زبان کا نام بھی اردو پڑ گیا،

اردو زبان کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندی، فارسی اور عربی کی تمام آوازیں موجود ہیں۔اردو کے حروفِ ہجا ان تینوں زبانوں کے حروفِ ہجا سے مل کر بنے ہیں۔تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس زبان میں دوسری زبانوں کے لفظوں اور محاوروں کو اپنانے کی بڑی صلاحیت ہے۔۔۔۔چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اردو کا رسم الخط ابتدا سے فارسی ہے۔

اردو ادب

ناول، افسانہ، داستان، اردو زبان پر مشتمل ادب اردو ادب کہلاتا ہے جو نثر اور شاعری پر مشتمل ہے۔نثری اصناف انشائیہ، مکتوب نگاری اور سفرنامہ شامل ہیں۔جب کہ شاعری میں غزل، رباعی، نظم، مرثیہ، قصیدہ اور مثنوی ہیں۔اردو ادب میں نثری ادب بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ شعری ادب، لیکن شاعری میں غزل اور نظم سے ہی اردو ادب کی شان بڑھی ایسا سمجھا جاتا ہے۔اردو ادب پاکستان میں مقبول ہے، بھارت میں مشہور ہے اور افغانستان میں بھی سمجھا اور پڑھا جاتا ہے۔

اردوادب کا آغاز

اردوادب کا آغاز ۱۴ ویں صدی میں شمالی بھارت میں ہوا۔اس دور میں جو بھی سلاطین تھے ان کی سرکاری زبان فارسی تھی۔اس وجہ سے اردوادب پر فارسی ادب کی چھاپ نظر آتی ہے۔اردو زبان کی اصطلاحات کے ذخیرہ کو، سنسکرت سے ماخوذ پراکرت الفاظ،عربی، فارسی زبان کے الفاظ کا مشترکہ ملاپ سمجھا جاتا ہے۔صرف زبان کا اشتراک ہی نہیں بلکہ ادبی، ثقافتی اشتراک بھی ہے۔

اردوادب کے ابتدائی ادیب

اردوادب کے آغازی دور میں حضرت امیر خسرو نام لیا جاتا ہے، یہ نہ صرف اردوادب میں بلکہ ہندی ادب میں بھی کافی اہم ادیب مانے جاتے ہیں۔اردو زبان اور اردوادب کے بانیوں میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔امیر خسرو فارسی، عربی، ہندی زبان میں ماہر تھے۔اردو زبان کا آغاز تھا، تو انہوں نے ان زبانوں کو مربی شکل میں اردو میں پیش کیا۔ان کے علاوہ محمد قلی قطب شاہ جو دکن سے تعلق رکھتے تھے، اردو، فارسی، عربی اور تیلگو زبانوں پر کافی اچھا عبور تھا۔یہ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر تھے، ان کی کلیات "کلیاتِ قلی قطب شاہ" ہے۔تیلگو زبان میں بھی شاعری کہی۔ انہیں کی کاوشوں کے نتیجہ میں اردو زبان، ادبی زبان کی حیثیت سے جانی جانے لگی۔ان کا انتقال ۱۶۱۱ میں ہوا۔

اردوادب میں نثری ادب سے زیادہ نظمی ادب موجود ہے۔جب بات نثری ادب کی آتی ہے تو صنف داستان کی تخلیقات زیادہ ہیں۔ان داستانوں میں دیومالائی کہانیاں، قصے، کئی حالات کو بیان کرنے والی داستانیں وغیرہ۔

اردوادب میں جامعہ کا کردار

جامعہ نے ہر میدان میں ترقی کی ہے اور ایسے ایسے نایاب وجواہرات پیدا کئے ہیں جو نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے علم و ہنر سے دنیا کو روشناس کرا رہے ہیں اور اپنا الگ مقام پیدا کر رہے ہیں، چاہے سماجیات کا میدان ہو یا معاشیات کا، سیاسیات کا شعبہ ہو یا جرنلیزم کا، سائنس کا میدان ہو ٹیکنالوجی کا غرض یہ کی وہ ہر میدان میں اپنا سکہ جمائے ہوئے ہیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام ایسے نازک دور میں ہوا کہ جس وقت ہندوستان کے لوگوں میں آزادی کی لہر دوڑ رہی تھی لہذا اس ادارے کا قیام ایک قومی تحریک کے طور پر ہوا۔ابتدائی مرحلہ میں اس کا آغاز اس فکر کے ساتھ ہوا کہ ہماری تعلیم برطانوی استعماری اور استبدادی طاقتوں سے آزاد ہو اور ہماری قومی زبان میں ہو اس لئے اس ادارے میں روز اول سے ہی اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا اور قومی تحریک کے ساتھ ساتھ اردو زبان وادب کو فروغ دینا جامعہ کے مقاصد میں شامل رہا۔

جامعہ نے بڑے بڑے ادیب بڑے بڑے سائنس داں، مؤرخ، مصنف، محقق، مفکر، جرنلسٹ وغیرہ پیدا کئے ہیں۔تمام شعبوں کی طرح جامعہ میں ایک شعبہ اردوادب کا بھی ہے جو (ہیمونیٹیج اینڈ لینگیویج) کے فیکلٹی کے ماتحت آتا ہے

اس شعبہ کے قیام اور اول اساتذہ کرام میں ڈاکٹر سید عابد حسین، پروفیسر گوپی چند نارنگ، پروفیسر انون چشتی، پروفیسر ایم ذاکر ، پروفیسر شمیم حنفی، پروفیسر مظفر حنفی، کے علاوہ پرفیسر صغریٰ مہدی وغیرہ شامل ہیں جنہوں اپنی تدریسی اور علمی تحقیق کے ذریعہ اردو زبان وادب کے حصول میں مستقل تعاون کرتے رہے اور اپنی تصنیف و تالیف کا کام بخوبی انجام دیتے رہے۔

اس شعبہ میں بی اے اور ایم اے، اردو ڈپلومہ، پی ایچ ڈی کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس میں مختلف سبجیکٹ پڑھائی جاتی ہے۔اس کے علاوہ اردو ماس میڈیا میں ایک سالہ پی جی ڈپلومہ کے ذریعہ طلبہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بھی فروغ دیا جاتا ہے کچھ طلباء جنہوں نے اس ڈپلومہ کورس کو

پاس کیا ہے ان لوگوں نے حالیہ ماضی میں میڈیا چینلز اور دیگر ایجنسیوں کے ساتھ ملازمت بھی حاصل کی۔ ہر سال سیکڑوں کی تعداد میں طالب علم اور اسکالرز ڈگری فراہم کرتے ہیں ،طالب علم کے کمیونکیشن اسکل کو بڑھانے کے لئے اور ان کی صلاحیت کو ابھارنے کے لئے شعبہ، فیکلٹی اور جامعہ کی طرف سے کئی پروگرام اور سیمینار کرایا جاتا ہے اور خود اردو ادب شعبہ کا اپنا ایک الگ شمارہ میگزین ہوتا ہے جس میں طلبہ اپنی قلمی صلاحیت کو ابھارنے کے لئے مضمون نگاری کرتے ہیں سالانہ میگزین ارمغان کے نام سے شائع ہوتا ہے اس کے علاوہ طالب علم کی جستجو کو برقرار رکھنے کے لئے سال میں کئی کئی بار تحریری وتقریری مکالمہ بھی کرایا جاتا ہے۔

شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ کو پوری ادبی دنیا میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس شعبے کا تحقیقی معیار ہمیشہ سے مثالی رہا ہے۔ یہاں سے زبان وادب کی عظیم شخصیات وابستہ رہی ہیں۔عصری منظرنامے پر اس شعبے کی تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی خدمات کو وقار واعتبار حاصل ہے۔آج جب کہ جامعہ اپنی صدی کی دہلیز پہ کھڑی ہے، اس کی صدی تقریبات کو بامعنی بنانے میں شعبہ اردو کے تین قومی اور بین الاقوامی سیمینار اور سالانہ مجلہ ارمغان کا کردار غیر معمولی ہے۔

اس شعبہ کے اسکالرز اور اساتذہ کرام آج بھی ملک وبیرونی ملک میں رہ کر اردو ادب کے فروغ میں غیر معمولی کام کو انجام دے رہے ہیں، تقریری۔تحریری، تصنیفی، تنقیدی گویا کہ ہر میدان میں اپنا ایک الگ مقام پیدا کر رہے ہیں۔

محمد یوسف نظامی
(ایم۔اے۔سال آخر)

جامعہ کی صدسالہ تاریخ کا تجزیاتی مکالمہ

ایک شاگرد کا اپنی مادر علمی" جامعہ ملیہ اسلامیہ کی صد سالہ تاریخ" کی جشن صد سالہ پر مکالماتی خط:

السلام علیکم۔۔۔۔۔۔۔

یوم پیدائش مبارک ہو۔آپ سو سال کی ہوگئیں۔

ہم یہاں خیریت سے ہیں امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گی۔

جب سے کرونا وائرس پردیسی بابو ہندستان میں تشریف لائے ہیں جانے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں تقریباً سبھی صوبوں نے مہمان نوازی کرلی ہے پھر بھی ان کی مہمانیت ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہے۔

میں آپ کی عیادت کے لیے آنا چاہتا تھا لیکن ذرائع ابلاغ سے معلوم ہوا کہ کرونا وائرس بابو آپ کے یہاں دوبارہ مہمان بن کر تشریف لے گئے ہیں۔شاید انھیں معلوم نہیں کہ کوئی بھی آدمی تین ایام سے زیادہ مہمان نہیں رہتا ہے اس کے بعد وہ میزبان ہوجاتا ہے۔خیر رخت سفر باندھ لیا ہے انشاء اللہ جلد زیارت ہوگی۔

عرض یہ کرنا ہے کہ اس سال ایسا کیا گل آپ نے کھلایا اور ایسا آپ نے کونسا تیر مار دیا یا کسی دشمن کو آنکھ دکھایا کہ آج کل آپ کا نام ہر کسی کی زبان پر جاری وساری ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ سوشل میڈیا خواہ پرنٹ ہو یا الکٹرانک میڈیا ہر جگہ آپ ہی کے چرچے ہیں۔لیکن ہر ایک کا انداز بیان مختلف ہیں، کہیں کوئی تیری اولادوں کو دہشت گرد، جہادی آئی ایس کہتا ہے، کوئی ٹکڑے ٹکڑے گینگ کے القابات سے نوازتا ہے اور کہیں سب تیری اور تیرے بچوں کی مدح وثناء میں زمین وآسمان کو ایک کر دیتے ہیں۔سب وہاں خیریت تو ہے؟

مادر علمی: جی بیٹے الحمداللہ میں خیریت سے ہوں۔ جہاں رہو خوش رہو آباد رہو یہ میری دعا ہے۔جس کے پاس تجھ جیسے بیٹے ہوں کوئی میرا

بال بھی بیکا نہیں کر سکتا ہے۔

دراصل بیٹا میرا وجود ہی ملک کی فلاح و بہود کی شکل میں ہوا، بس اب اور تب میں تھوڑا فرق ہے۔اس لئے ان سب افواہوں پر زیادہ دھیان مت دو اور من لگا کر پڑھائی کرو تاکہ ملک کی خدمت کے لئے خود کو تیار کرو تاکہ کل لوگ فخر سے تجھے کہیں وہ دیکھو جامعہ کا بیٹا جا رہا ہے۔اور مجھ کو تیرے ناموں سے یاد کریں کہ یہ فلاں کی ماں ہے۔

شاگرد: ماں میں نے آپ کو دیکھنے سے زیادہ آپ کے بارے میں پڑھا اور سنا ہے،لیکن پھر بھی آپ کے ہر پہلو سے واقف نہیں ہو سکا، میں اب بھی پیاسا ہوں۔ مجھے اپنی آپ کہانی سناؤ نا!

مادر علمی: میری کہانی بہت ہی دردناک ہے، نا جانے کتنے غم دامن میں چھپے ہیں، غم سے آنکھیں چھلک جاتی ہیں، کہانی کچھ یوں ہے کہ چند صدیاں قبل میرے بابا آدم کے محبوب وطن ہندوستان پر کچھ گوروں نے دھوکے سے قبضہ کر لیا تھا اور پورے ہندوستانیوں کو اپنا غلام بنا لیا تھا، دراصل برطانوی حکومت نے" رولٹ ایکٹ" نام کی ایک چال چلی، ہندوستانیوں کی ترقی کے لئے ایک نئی تعلیمی پالیسی: انگریزی تعلیم کے نام سے بنائی اور اس کے لیئے تعلیمی اداروں کو تعاون فراہم کرنے کا اعلان کیا تاکہ ہندوستانیوں کہ اعتماد کو حاصل کیا جا سکے۔اس سے ان کی منشا کچھ اور ہی تھی، اس کے پیچھے ان کا منصوبہ تھا کہ کسی طرح سے ہندوستانیوں کے قدیم رسم ورواج، ان کی تہذیبوں وثقافتوں اور ہماری تعلیمی طور وطریقے کو مٹایا جائے، اور تعلیم یافتہ طبقے کو اپنے یہاں نوکری کے نام پر غلام بنایا جا سکے۔تب ہمارے اباء واجدا نے اپنے حقوق کے لئے ان برطانوی گوروں سے جنگ کی اور اپنی جان و مال کو قربان کر کے چمن ہندستان کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرایا تھا۔اسی دوران چند ہندوستانی سرفروشوں نے برطانوی حکومت کی امداد لینے سے انکار کر دیا اور اس کے لیے باقاعدہ عدم تعاون نام سے ایک تحریک چلی۔اسی تحریک کے نتیجے میں مسلمانوں کو قومی تعلیم دینے کے لئے علی گڑھ کی دھرتی پر ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ کو میرا جنم ہوا۔اور اسی سال اکتوبر میں سو سال کی ہو جاؤں گی۔

شاگرد: سچ ہی لکھا ہے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے اپنی کتاب" جامعہ کیا ہے" میں کہ یہ کڑوا سچ ہے کہ حکومت نے موجودہ انگریزی تعلیم اپنی انتظامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے شروع کی تھی، اس کا مقصد صرف اتنا تھا کہ دفتروں میں کام کرنے کے لئے انگریزی تعلیم یافتہ لوگ مل جائیں۔(جامعہ ملیہ اسلامیہ تحریک تاریخ روایت، ج ۲، ص ۳۲)۔

مادر علمی: واقعی میرے بیٹے، ڈاکٹر صاحب بہت دور اندیش شخصیت کے مالک تھے، ان کے دل میں ہر وقت قوم کا درد موج زن رہتا تھا۔وہ جانتے تھے کہ برطانیہ اس تعلیم کے ذریعہ ہندوستانیوں کو ذہنی اور جسمانی ہر اعتبار سے کھوکھلا کرنا تھا تاکہ ان میں آزادی اور ذمہ داری کا احساس پیدا نہ ہو، سب سے بڑی خرابی موجودہ تعلیم کی یہ تھی کہ تعلیم کا ذریعہ دیسی زبان کے بجائے غیر ملکی زبان تھی۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن کے دست مبارک سے میں نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کی یعنی جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی۔

شاگرد: او میرے مستقبل کے مالک تجھے جنم بھومی سے ہجرت کرنے پر کس نے مجبور کر دیا تھا، تیرے یہ نونہالان کس خانقاہ میں وسیاساتی مسند پر جلوہ افروز تھے، جنہیں گھر سے جاتی ہوئی ماں کی ممتا پر ترس نہیں آیا ان کو ماں کے پاؤں کے چھالے بھی نظر نہ آئے؟

مادر علمی: زمانے کے تھپیڑوں نے ان کے دل ودماغ پر غلامی ومطلب پرستی کی چادر ڈال کر ان کو ان کی ہی دنیا میں مست کر دیا تھا۔ابھی میں نے اپنے قدم جمائے نہیں تھے کہ میں شدید سیاسی اور معاشی بحران کا شکار ہوئی، تو بہت ہی نیک وخیر مردم بیٹا حکیم اجمل خان کے ایما پر میں ۷ جولائی ۱۹۲۵ء کو علی گڑھ سے دہلی ہجرت کر گئی، اور قرول باغ میں چند کرائے کے عمارتوں کو لے کر نئی تعلیمی زندگی کا سفر شروع کیا۔البتہ میرے کچھ غیور بیٹوں نے بھی میرے ساتھ دلی ہجرت کی اور پھر میں دلی کی ہو کر رہ گئی، اور قرول باغ میں آہستہ آہستہ پانچ سال گزر

گئے۔اور ابھی جوانی کی دہلیز پر کھڑے ہوکر ہاتھ پیلے ہونے کی راہ دیکھ رہی تھی کہ پھر رخت سفر باندھنا پڑا۔

شاگرد: سفر ہجر بہت ہی کڑواہ ہوتا ہے،عربی کا مشہور مقولہ ہے" السفر کسقر" سفر موت کی مانند ہے۔لیکن زندگی میں کب کیا ہوجائے کسی کو کیا معلوم،زندگی کا باقی حصہ کس کے سایہ میں گزرے،اور کب خود کا چھت نصیب ہو۔؟

مادر علمی: قرول باغ کی زندگی بھی بہت طلاتم خیز تھی،کب اور کس طرح چھت کا سایہ سر سے چلا جائے ہر گھڑی یہ ڈر رہتا تھا نفسی نفسی کا عالم تھا،کب دن چڑھے یا شام ڈھلے مکان مالک دھکا مار کے کرایہ کے مکان سے نکال دے کوئی خبر نہ تھی۔بہر حال اسی کشمکش میں تقریبا میں نے اپنی زندگی کے پندرہ سال گزارے،پھر پندرہ سال بعد مجھ کو اپنی سرزمین نصیب ہوئی کہ یکم مارچ ۱۹۳۵ء کو اوکھلا گاؤں میں دہلی کے جنوبی سرے پر میرے مستقل رہائش گاہ کی عمارتوں کے تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔سب سے پہلے بچوں کی بسم اللہ خوانی کے لئے مدرسہ ابتدائی کی عمارت تعمیر ہوئی،اگلے سال یہاں زندگی نے انگڑیاں لینی شروع کردی اور یہی نئی بستی جامعہ نگر کہلائی،آج پوری دنیا مجھ کو جامعہ ملیہ اسلامیہ سینٹرل یونیورسٹی کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے۔

شاگرد: ماشاءاللہ بہت خوب،اللہ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمارے اوپر ماں کی ممتا تا دیر برقرار رکھے۔کافی عرصہ بعد راحت کی سانس لی۔خیر آپ کے ساتھ معمار قوم کا حسن سلوک کیسا رہا۔کیا انھوں نے آپ کا خیال رکھا،یا یوں ہی بیچ راہ میں تجھ کو تنہا چھوڑ گئے اور کیا تیری کشتی کے ناخدا اللہ کے بھروسے کشتی بھنور میں چھوڑ دیئے۔؟

مادر علمی: نہیں بیٹے،ایسی بات نہیں کرتے۔غلط بات ہے۔قوم کے معماروں نے ہی تو جامعہ نگر میں میری کافی دیکھ بھال اور دام،درم اور قدم خدمت کی۔ورنہ میں بے بس ولاچار تنہا کیا کرسکتی تھی۔دراصل جدید ہندوستان کی تاریخ میں میری تشکیل ایک قومی اور اصلاحی معنوں میں ہندوستانی یونیورسٹی کے طور پر ہوئی،گاندھی جی کی فکری قیادت میں میرے اباءاجداد نے جو منصوبہ اور خاکہ ترتیب دیا تھا اس میں جدید زندگی کے مطالبات کو مسترد کئے بغیر اپنی روایت اپنی تہذیب وتاریخ اپنی آداب زندگی اور اپنی قدروں کو اولیت حاصل تھی،مجھ کو بہت ہی کم عرصہ میں ہی ایک آدرش اور ایک مثالی قومی ادارے کی حیثیت حاصل ہوئی،میں نے اپنے ابتدائی دور میں ہندوستانی سپوتوں گاندھی جی،جواہر لال،علامہ اقبال،اور مولانا ابوالکلام آزاد کو ایک مرکز پر جمع کیا کیونکہ ان کے مقاصد وسیع اور فرقہ ورانہ مصلحتوں سے یکسر آزاد تھے۔

شاگرد: ماں آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ کے بیٹوں نے آپ کا خیال اچھے سے رکھا ہے،اور مصیبتوں کے ایام میں آنے والی مصائبوں کا سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا ہے۔؟

مادر علمی: بیٹا! میرے بیٹوں جیسا کوئی نہیں،وہ میرا ہر لمحہ خیال رکھتے ہیں،چاہے کتنے ہی مصائب ان پر آجائیں لیکن پھر بھی وہ میرے دیکھ بھال میں کمی نہیں کرتے ہیں۔

میرا سب سے اچھا ذاکر بیٹا! وہ اپنی ماں کی خدمت کے لیے پردیس سے اپنے وطن اپنی ماں کے پاس لوٹ آیا اور پھر اس نے اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی بلالیا تاکہ ایک ساتھ مل کر ماں کا اچھا خیال رکھ سکیں۔

شاگرد: ایسا کونسا تیر ماردیا تیرے بیٹوں نے ماں! کہ تو بڑے فخر سے اپنے بیٹوں کی مدح وثناء کررہی ہے۔

مادر علمی: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرے بیٹوں نے میرے لئے کیا کیا۔اگر آج انھوں نے میرے لئے کچھ کیا نہ ہوتا تو تم آج میرے آشیانہ میں آزاد پرندوں کی مانند سیر نہ کرتے اور نہ ہی خود کو زیور تعلیم سے آراستہ کرپاتے میرے نونہالانوں نے جس قدر میری خدمت کی اس سے بڑھ کر انھوں نے اپنے ملک ہندستان: سونے کی چڑیا" کی خدمت کی انھوں نے پیارے وطن ہندوستان کو انگریزوں کے چنگل سے

چھڑایااور اپنے بھائیوں کوغلامی کی زنجیروں سے آزاد کرایا۔

شاگرد: ہاں! یہ ہر ماں کے بیٹوں کا حق ہے کہ وہ اپنے پیارے ملک کی دیکھ بھال کریں اور ماں کے دودھ کا قرضہ ادا کریں۔رہی آپ کی بات تو آپ کے لئے کیاخدمات انجام دیں؟۔

مادرعلمی: تم میرے بارے میں پریشان مت ہو،تم جانتے نہیں کہ جب سے میں نے اس دنیامیں آنکھ کھولی ہے تب سے ہی میری دیکھ بھال کی جاتی رہی ہے، پہلے سرپروالدین کا دست شفقت رہا،اسی دوران ۱۹۲۵ میں علی گڑھ سے قرول باغ دلی بھی ہجرت کرنی پڑی، جہاں میں نے نوجوانی کے ایام گزارے پھر چند عرصہ بعدوہ مجھ سے جدا ہوگئے اوران کی جدائی سے میں پوری طرح ٹوٹ چکی تھی،لیکن میرے بچوں نے مجھ کوسہارادیا۔پھر یہاں پرانھوں نے ہی جامعہ نگر میں میرا آشیانہ" جامعہ ملیہ اسلامیہ" تعمیر کرایا پھراس میں ایک تعلیمی مشن شروع کیا، جہاں وہ اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ قوم کے بچوں کو بھی تعلیم جیسی انمول دولت سے نوازنے کا بیڑا اٹھایااوروہ کامیاب بھی ہوئے۔

شاگرد: کیاوہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئےاور کیسے وہ کامیاب ہوئے۔؟

مادرعلمی: ہاں! وہ اپنے مقصد میں صدفیصد کامیاب ہوئے اوران کی کامیابی کاڈنکاپوری دنیامیں بجا،یہی وجہ ہے کہ آج کل جامعہ ملیہ اسلامیہ نام کاورد ہرکسی کی زبان پر ہے۔جامعہ کامیابی کازینہ چڑھتی چلی گئی اور پھر پیچھے موڑ کر بھی نہ دیکھی اور آج یہ ہندوستان کی سنٹرل یونیورسٹیوں میں نمبرون مقام رکھتی ہے۔

یہ سلسلہ اس وقت شروع ہواجب میں جامعہ نگر میں تشریف لائی اور ۱۹۳۵ء میں پہلا اسکولی مکان تعمیر ہوا، پھر ہمیشہ کے لئے یہیں کی ہوکر رہ گئی۔اور ۱۹۳۶ میں پہلا پریس چھاپہ خانہ" جامعہ مکتبہ" قائم ہوا، مجھ کو ۱۹۶۲ میں یو جی سی گرانٹ کمیشن نے ڈیمڈ یونیورسٹی کا رتبہ عطا کیا،اور پھرایک پارلیمنٹ ایکٹ کے تحت ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ کو سنٹرل یونیورسٹی کا درجہ حاصل کیا،اس کے بعد میں نے کبھی کامیابی کی پٹری چھوڑی نہیں۔۲۰۱۱ میں اقلیت کا درجہ حاصل کیا۔اس سال میرا سوواں جنم دن ہے اور یہ سال میرے لئے بہت ہی اہم ہے اس سے بڑھ کر کوئی بھی جنم دن کا تحفہ میرے لئے ہو نہیں سکتا ہے۔اس لئے کہ اس سال ۲۰۱۹ میں مجھ کو ہندوستان کی سنٹرل یونیورسٹیز میں پہلا مقام حاصل ہوا، اور میرا عالمی یونیورسٹیز میں بھی مقام بہت ہی اچھا ہوتا جارہاہے۔اس سے بڑی خوشی اور خوبصورت تحفہ میرے لئے اور کیا ہوسکتا ہے۔

شاگرد: شکریہ ماں !اپنی آپ بیتی سنانے کا۔آپ کی کہانی دامن میں بہت سارے درد چھپارکھی ہے،آپ نے اپنی پوری کتاب زندگی ہمارے سامنے رکھ دیا۔جس کو ہر کوئی مطالعہ کرسکتا ہے،اوردرس عبرت حاصل کرسکتا ہے کہ ہرڈگر پر لاکھوں رکاوٹیں ہیں مگر گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کو برداشت کرکے آگے بڑھنا ہے۔کیونکہ ڈر کے آگے جیت ہے،اور ہرغم کے بعدخوشی ہے۔

اغراض ومقاصد

شاگرد: ماں! کیا آپ کے یہاں کوئی منظم دستور تھا؟ جس کے مطابق تو اپنے اولاوں کی پرورش کرتی تھی، یا جس پر چل کر تیرے بیٹے اپنی دنیاو آخرت سنوار سکیں۔؟

مادرعلمی: ابتدائی دور میں میرے پاس کوئی منظم دستور نہیں تھا جس میں باقاعدہ اغراض ومقاصد وضاحت سے بیان کئے گئے ہوں،لیکن سوائے اس کے کہ میرے کفالت پسندوں یعنی شیخ الہند، مولانا محمد علی، حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر انصاری وغیرہ کے خطبوں اورتحریروں میں جن

مقاصد کا نچوڑ ملتا ہے وہ میں نے اپنے پلو کے کونے میں گانٹھ مار لیا تھا ان میں سے چند مختصراً مندرجہ ذیل ہیں

- یہ تعلیم گاہ حکومت کے اثر سے آزاد قومی اور ملی مصالح کی پابند ہو۔
- اس کی تعلیم میں دینی اور دنیوی، قدیم وجدید عناصر کا صحیح امتزاج ہو۔
- ملک کی آزادی اور ہندوستانی قومیت کی تحریک میں حصہ لے۔
- اس میں جدید علوم مادری زبان کے ذریعہ پڑھائے جائیں

(جامعہ کی کہانی، ج ۱، ص ۱۵۔ شہید جستجو ص ۳۹)

مادرِ علمی: خود کی تعریف خود کی زبان سے اچھی نہیں لگتی ہے اگر تمہیں میری مدحت یا شخصیت کو جاننا ہے تو میرے ایک غیر مجازی دشمن سے سنو عابداللہ غازی لکھتے ہیں کہ "میں یعنی جامعہ کا قیام کسی مدرسے کا سنگ بنیاد نہیں جو کسی گورنر کے ہاتھوں رکھا گیا ہو بلکہ یہ ایک تحریک کا حصہ ہے جو علی گڑھ میں عملی شکل میں ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ کو آسکا۔ اس لئے جامعہ کے اغراض ومقاصد پر غور کرنے سے زیادہ ان اسباب پر غور کریں جن کی وجہ سے جامعہ کا قیام عمل میں آیا۔ (ایضاج ۱، ص ۶۶)

میرے پیارے ابوجان حکیم اجمل خان نے اولین جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ" جامعہ کے ذریعہ ایسے مسلمان بیٹوں کو پیدا کرنا ہے جو اپنے مذہب سے صرف واقف ہی نہیں بلکہ اس پر سختی سے عامل بھی ہوں، جو اپنے ماضی سے آشنا اور مستقبل سے آگاہ ہوں، وہ جدید علوم سے ضرور واقف ہوں لیکن اسلامی طرز زندگی کا نمونہ ہوں۔ (ایضاج ۱، ص ۶۷)"۔

جامعہ کی قومی تعلیمی پالیسی

شاگرد: ماں! میں نے سنا ہے کہ ماں کبھی اپنے بیٹوں میں بھید بھاو نہیں کرتی ہے، لیکن آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ جامعہ ماں غیر قوموں کے بیٹوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آتی ہیں۔

مادرِ علمی: استغفراللہ، میں نے کبھی اپنے اور غیر قوم کے بیٹوں میں بھید بھاو نہیں کیا، یہ مجھ پر سراسر الزام ہے۔ آخر میں بھی ماں ہوں ایسا کیوں کروں گی، جس طرح وہ اپنے والدین کے بیٹے ہیں اسی طرح میرے بھی ہیں اگر چہ روحانی ہی صحیح، پر وہ میرے بیٹے ہیں، وہ میرے گھر میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور میرے بیٹوں کے دوست ہیں پھر میں کیسے ان میں بھید بھاو کرسکتی ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میری مجلس تاسیس نے اپنے پہلے ہی جلسے میں کچھ ایسے فیصلے لیے تھے جو تعلیمی پالیسی کی حیثیت رکھتے ہیں جو میرے مسلم بچوں کے لئے وراثت کی حیثیت رکھتیے ہیں تا کہ مستقبل میں کوئی میرے گھر سے میرے بچوں کو نکال نہ پھینکے۔ لھذا اسی کی روشنی میں مولانا محمد علی جوہر صاحب نے مسلمانوں کی قومی تعلیم کی اسکیم بنائی تھی وہ یہ تھی۔

- جامعہ ملیہ اسلامیہ میں غیر مسلم طلبہ کو بھی داخل کیا جائے گا۔
- ہر طالب علم کو اس کے اپنے مذہب کی تعلیم دی جائے گی۔
- مسلمان طلبا کو عربی زبان سیکھائی جائے اور ہندو طلبا کو سنسکرت۔
- اردو ذریعہ تعلیم ہوگی اور انگریزی کی تعلیم ثانوی زبان کی حیثیت سے دی جائے گی۔
- نظری تعلیم کے ساتھ پیشہ ورانہ تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے گا۔
- ہر صوبے کے اسکول اور کالج کا جامعہ سے الحاق ہو اور ان کی نگرانی کے فرائض انجام دی جائے۔

حاصل کلام

قارئین: اگراس کی روشنی میں عصر حاضر میں مادر علمی جامعہ کا تنقیدی جائزہ لیں تو حتی الامکان اپنے مقاصد کے مطابق جامعہ ترقی کی منزلیں طے کرتا نظر آ رہا ہے، مثلا جامعہ کی تعلیم کا ذریعہ اردو ہے البتہ اس میں ہندی اور انگریزی کو بھی شامل کرلیا گیا ہے لیکن انگریزی زبان کو اولیت حاصل ہے، ہر طالب علم کو ان کے مذاہب کی تعلیم دی جاتی ہے، بہت سے مدارس ملحق ہیں، جامعہ کو سینٹرل یونیورسٹی کا درجہ بھی مل گیا جو ان کے بانیان کی خواہش تھی کہ جامعہ ایک مسلم نیشنل یونیورسٹی بنے۔ پیشہ ورانہ تعلیم بھی فراہم کی جاتی ہے، ہر مذہب کے طلبا کو داخلہ ملتا ہے۔ مختصر یہ کہ جس مقصد کے تحت بانیان جامعہ نے جامعہ کا قیام کیا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جامعہ ان تمام مقاصد کو پورا کرتے ہوئے بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

حوالاجات

(۱)	جامعہ ملیہ اسلامیہ: علمی اور تہذیبی وراثت	ڈاکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
(۲)	جامعہ کی کہانی ح اول	عبدالغفار مدہولی
(۳)	شہید جستجو	ضیاء الحسن فاروقی
(۴)	ڈاکٹر ذاکر حسین شخصیت ومعمار	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
(۵)	افکار ذاکر	اختر الواسع وفرحت احساس
(۶)	جامعہ ملیہ اسلامیہ تحریک وروایت	

فرحا تبسم
(ایم اے)

ملک کی تعمیر و ترقی میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا کردار

ناقابل فراموش

آج سے تقریباً ایک صدی قبل جب علی گڑھ کی جامع مسجد میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی علامتی سنگ بنیاد رکھی جارہی تھی تو شاید یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ رہا ہوگا کہ آگے چل کر اپنے محسنوں کی تخیلات کا یہ ادارہ قوم کی اُمیدوں اور اُمنگوں کا محور بن جائے گا۔ جامعہ کے قیام کی تحریک جتنی دلچسپ ہے اُتنی ہی حیرت انگیز بھی۔ دو یکسر مختلف الخیال اور متضاد نظریات کی حامل فکر گاندھی جی کی ایماء پر جامعہ کے قیام کے لیے متحد ہوگئی تھیں۔

ایک طرف سامراج مخالف اسلامی قوتیں تھیں جو خلافت تحریک کی قیادت کر رہی تھیں تو دوسری جانب مغربی تعلیم یافتہ سیکولر دانشوروں کا وہ طبقہ تھا جو تحریک عدم تعاون کی نمائندگی کرتا تھا۔ ایک نے مسجد اور مدرسوں کی چٹائیوں پر زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا تو دوسرے نے مغرب کے جدید اعلیٰ تعلیمی اداروں سے فراغت حاصل کی تھی۔ اسلامی فکر اور سیکولر نظریات کا اتنا حسین امتزاج تاریخ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھا، اور یہ ہی ملک کے مستقبل کی ترقی میں اہم ذریعہ تھا۔

> اسلامی فکر اور سیکولر نظریات کا اتنا حسین امتزاج تاریخ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی نہیں دیکھا، اور یہ ہی ملک کے مستقبل کی ترقی میں اہم ذریعہ تھا۔

ملک کی تمام جامعات میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کو کئی معنوں میں ایک منفرد مقام حاصل ہے اور یہی انفرادیت جامعہ کو ملک کے دیگر تعلیمی اداروں سے ممتاز بھی بناتی ہے۔ جامعہ کی ایک سب سے اہم انفرادیت تو یہ ہے کہ جامعہ کا قیام ملک کے

دیگر تعلیمی اداروں کی طرح منصوبہ بند طریقے سے کسی تعلیمی ادارے کے قیام کے مہم کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اس کے قیام کے سیاسی اور اصولی محرکات تھے جو علی گڑھ کالج کے سیاسی اور نظریاتی موقف سے اختلاف کے نتیجے میں پیدا ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ غالباً ملک کی پہلی یونیورسٹی ہے جو تعلیمی تحریک نہیں بلکہ سیاسی اختلافات کے نتیجے میں وجود میں آئی تھی۔ اور جو چیز جامعہ کو دیگر اداروں سے ممتاز بناتی ہے وہ اس کا یہ پیغام ہے کہ اختلاف رائے اور روایت شکنی سے نئی مثبت راہیں نکالی جاسکتی ہیں اور اس کے خوشگوار نتائج بھی برآمد ہو سکتے ہیں۔ اور یہاں جامعہ ملک کو ایک ایسا پیغام دیتا ہے جس میں سیاسی ترقیوں کی رنگینیاں ہیں۔

ہاں میں دیارِ شوق، شہرِ آرزو جامعہ ملیہ اسلامیہ ہوں۔ ہندوستان کی تاریخی اور عظیم یونیورسٹی، تحریک آزادی میں حصہ لینے والی، کارہائے نمایاں انجام دینے والی، تحریک آزادی کے متوالوں کا مسکن، سیکولرازم کا پاسدار، ہزاروں مجاہدین آزادی کو پروان چڑھانے والی، شیخ الہند محمود حسن کے خوابوں کی تعبیر، مولانا محمد علی جوہر کی حب الوطنی سے سرشار، ذاکر حسین کے مقاصد کی تکمیل، ہندوستانی مسلمانوں کی آن بان اور شان، حکیم اجمل خان کا شجر ثمر دار، ڈاکٹر مختار احمد انصاری کا خون جگر، مہاتما گاندھی کا پسندیدہ ادارہ جامعہ ملیہ اسلامیہ ہوں۔ میری بنیاد ۱۹۲۰ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی مسجد میں جہاں چمنستان سید کے روح رواں آرام فرما ہیں، رکھی گئی۔ پھر ۱۹۲۵ میں دہلی کے قرول باغ میں مجھے منتقل کیا گیا؛ لیکن جگہ کی قلت، طلبا کی کثرت اور ایک عظیم تر مقصد کی خاطر مجھے یکم مارچ ۱۹۳۵ کو جنوبی دہلی کے اوکھلا میں منتقل کیا گیا، جہاں اب پوری آب و تاب اور جوش و ولولے کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت انجام دے رہی ہوں اور رہتی دنیا تک اسی شان و شوکت سے ملک، آئین اور سیکولرازم کی پاسداری کرتی رہوں گی۔ میرے قیام سے لے کر اب تک کئی حالات مجھ پر آئے لیکن میں بادِ سموم سے کبھی گھبرائی نہیں اور حالات کا مقابلہ کرتی رہی، کبھی میرے اقلیتی کردار کو چیلنج کرنے کی کوشش کی گئی، کبھی میرے نام سے اسلامیہ لفظ ہٹانے کا مشورہ دیا گیا، آزادی ہند کے بعد تقسیم ہند کے المناک مناظر دیکھے، جس وقت پورا ہندوستان جل رہا تھا، جامعہ اپنی لائبریری کی ساٹھ لاکھ کتابوں کے نذر آتش ہوجانے کے بعد بھی امن و امان قائم رکھے ہوئے تھی جبھی گاندھی جی کو کہنا پڑا کہ تشدد کے دور میں بھی جامعہ امن کے لیے سہارا کا نخلستان بنا ہوا ہے۔

ہاں میں وہی جامعہ ملیہ اسلامیہ ہوں جس کا مقصد واضح کرتے ہوئے میرے پہلے وائس چانسلر نے کہا تھا کہ ’’جامعہ کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمان کی آئندہ زندگی کا ایک ایسا نقشہ تیار کرے جس کا مرکز مذہب اسلام ہو اور اس میں ہندوستان کی قومی تہذیب کا وہ رنگ بھرے جو عام انسانی تہذیب کے رنگ میں رنگ جائے، جامعہ کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانیوں کی آئندہ زندگی کے اس نقشے کو سامنے رکھ کر ان کی تعلیم کا مکمل نصاب بنائے اور اس کے مطابق ان کے بچوں کو جو مستقبل کے مالک ہیں تعلیم دے، علم محض روزی کی خاطر جو ہمارے ملک کی جدید تعلیم کا اصول ہے اور علم محض علم کی خاطر جو قدیم تعلیم کا اصول تھا دونوں نظریے بہت تنگ اور محدود ہیں، علم کو زندگی کی خاطر سکھلانا جامعہ کا مقصد ہے جس کے وسیع دائرے میں مذہب، حکمت، صنعت، سیاست اور معیشت سب کچھ آجاتا ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ ہمیشہ سے ہی ملک کی تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتا رہا ہے اور آگے بھی کرتا رہیگا۔۔" جے ہند"

راحت امام
(ایم اے، سال دوم)

فلمی دنیا میں جامعہ کی خدمات

جامعہ کی مختصر تاریخ: جامعہ ملیہ اسلامیہ ایک مسلم سنٹرل یونیورسٹی ہے۔ جو کہ بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں واقع ہے۔ ویسے تو اس کی بنیاد اصلا ۱۹۲۰ میں علی گڑھ میں ڈالی گئی تھی۔ جو کہ کچھ عرصہ کے بعد دہلی منتقل ہو گئی تھی اور پھر ۱۹۸۸ میں بھارتی پارلیمان کے ایک ایکٹ کے تحت جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ایک سنٹرل یونیورسٹی ※ کا درجہ ملا۔ اس یونیورسٹی نے ہر میدان میں اپنی خدمات انجام دی ہیں۔
اس یونیورسٹی میں کئی فیکلٹیز، ڈپارٹمنٹس اور مختلف قسم کے کورسز موجود ہیں۔ جس میں طالب علم الگ الگ فیکلٹیز، شعبوں، اور مختلف قسم کے کورسز میں داخلہ لے کر وہ اس میدان سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور پھر وہ جس میدان میں مہارت اور ڈگری حاصل کرتے ہیں وہ اس میدان میں جا کر اپنی خدمات اانجام دیتے ہیں۔ ایسے ہی کئی فیکلٹیز شعبوں اور کورسز کے علاوہ ریسرچ سینٹرز بھی ہیں۔ انہیں میں ایک بہت کامیاب اور مشہور ریسرچ سنٹر جس کا نام "اے جے کے ماس کمیونیکیشن سینٹر" ہے۔

اے جے کے ماس کمیونیکیشن سینٹر:

یہ سینٹر" انور جمال قدوائی" کے نام سے ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۸۲ میں پڑی۔ اس کے ماتحت کئی ایک کورسز آتے ہیں۔ جیسے کہ صحافت، تعلقات عامہ، اشتہار، گرافکس، کارپوریٹ کمیونیکیشن، فلم سازی وغیرہ۔

فلم سازی یا فلم میکنگ:

اس میں انڈر گریجویٹ، اور پوسٹ گریجویٹ، ڈپلومہ، پوسٹ ڈپلومہ وغیرہ کی ڈگری حاصل کر سکتے ہیں۔ جس میں کئی ایک عظیم شخصیات نے بھی جامعہ سے تعلیم حاصل کر کے ہندوستانی فلم سینما میں خدمت انجام دیں ہیں۔ اور اپنا نام پوری دنیا میں روشن کیا ہے۔

انسان اپنے خیالات کو لوگوں سے روبرو کرانے کے لیے بے شمار ذرائع کا استعمال کرتا ہے کبھی زبان کے ذریعے اپنے دل کی بات بیان کرتا ہے۔ تو کبھی کتابت کے ذریعہ اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے، تو کبھی اپنی بات کو عالمی سطح اور اس کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے فلم اور

ڈرامے کا سہارا لیتا ہے۔

فلمی دنیا کی ابتدائی اور مختصر تاریخ ہندوستان میں:

اگر ہندوستان میں فلمی دنیا کی بات کی جائے تو اس کی شروعات "دادا صاحب پھالکے" نے کی تھی ایک خاموشی فلم بنا کر جس میں آواز نہیں تھی۔صرف تصاویروں کو دکھلایا گیا تھا۔ جو کہ ۱۹۱۳ میں بنی تھی۔ اسی وجہ سے دادا صاحب پھالکے کو" ہندوستانی سینما کے والد یعنی فادر آف انڈین سنیما کہا جاتا ہے۔

بھارتی سینما بھارت میں تیار کی جانے والی فلموں پر مشتمل ہے۔ بھارتی فلمیں ملک میں اور ملک کے باہر بھی دیکھی اور پسند کی جاتی ہیں۔ سنیما کو بھارت میں خاصی مقبولیت حاصل ہے۔اور بھارت کے مختلف زبانوں میں تقریباہزار سے زائد فلمیں سالانہ تیار کی جاتی ہیں۔

فلمی دنیا کی اہمیت:

ہر چیز کی ایک اہمیت ہوتی ہے اسی طرح فلمی دنیا کی ایک اہمیت ہے عالمی معاملات سے باخبر ہونے کیلئے کئی ذرائع ہیں ان میں سے ایک فلمی دنیا بھی ہے جو انسان کو تفریح سے واقفیت دلاتا ہے اور تفریح کے ذریعہ بھی لوگوں کو بہت ساری معلومات دیتا ہے اس تفریح کو دیکھ کر انسان روزمرہ کی زندگی میں کافی کچھ اپناتا اور سیکھتا ہے۔

فلمی میدان میں جامعہ کا کردار: جامعہ کی فلمی خدمات سے انکار نہی کیا جا سکتا کیونکہ جامعہ سے تعلیم حاصل کرنے والے فلمی ستاروں کی خوشبو اور واہواہی ہندوستان بھر میں ہے ابھی حال ہی میں جامعہ کو پورے ہندوستان کی یونیورسٹی میں پہلا مقام حاصل ہوا وہیں اس فلمی میدان کے سینٹر اے جے کے کو بھی سال ۲۰۱۷ میں پہلا مقام حاصل ہوا تھا۔

جامعہ کے کچھ معروف فلمی ستارے:

شاہ رخ خان: شاہ رخ خان کی پیدائش ۲ نومبر ۱۹۶۵ میں میں نئ دہلی میں ہوئی آپ کو غیر رسمی تور پر ایس آر کے بھی کہا جاتا ہے ہندی فلموں کے مشہور اداکار ہیں ان کو بھارتی سنیما کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے ابتدائی تعلیم دہلی سے ہوئی یہ اسکولی زمانے سے ہی کھیل اور تھیٹر کے فن میں ماہر تھے اس لیےاُن کو اسکول کی طرف سے **سوارڈ آف آنر** سے نوازا گیا۔ گریجویشن ہنس راج کالج سے کیا پھر ماسٹر کی لئے جامعہ میں داخلہ لیا لیکن فلمی کیریئر کی وجہ سے تعلیم مکمل نہ کر سکے انہیں ۲۰۰۵ میں پدم شری انعام سے بھی نوازا گیا۔

مونی رائے: ان کی پیدائش ۲۸ ستمبر ۱۹۸۵ کو مغربی بنگال میں ہوئی یہ ایک مشہور فلم اداکارہ ہیں یہ بھی جامعہ کی طالبہ رہ چکی ہیں انکی مشہور فلمیں برہماسترا اور میڈ ان چاینہ ہیں۔

لولین ٹنڈن: ان کی پیدائش دہلی میں ہوئی انھوں نے سماجیات میں دہلی یونیورسٹی سے ڈگری لی پھر جامعہ کے ماس کمیونیکیشن سینٹر سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی ہے یہ فلم ڈایر یکٹر ہیں انہوں نے شیڈو ان ڈارک فلم ڈایر یکٹ کی ہے۔

WHAT JAMIA'S PAST TELLS US

IQRA TAHIR
BA. Final year

JMI is attaining peak of success one after another, but its journey was not as easy and straightforward as it sounds, it will not be impreciseif we say that the 1857 was the outmost pinnacle of the decline for Indian Muslims.

Jamia Millia Islamia has attained the status of being the highest ranking institution in the Country. However, JMI has been emerging from the past with a special identity compared to other educational institutions due to the best educational services, it has the history of tolerance and an identity exclusive of its own, an instance of diversity and pluralism of the motherland.

Today, JMI is attaining peak of success one after another, but its journey was not as easy and straightforward as it sounds, it will not be imprecise if we say that the 1857 was the outmost pinnacle of the decline for Indian Muslims.

This was the time when the activities of the freedom movement was in full swing, omnipresence of the sparks of freedom struggle escalated throughout the country but can we say that a large of number of incensed people grant us this freedom? No, this movement was boosted by the essential paraphernalia of education.

The example of education is like a shield and a sword in war. It was impossible to win such a colossal battle like our freedom struggle was, without education. During the colonial period, Muslims were lagging far behind in education, as a result of which our scholars have expressed their views, by which Darul Uloom Deoband was came into its existence.

Shortly afterwards, Sir Syed called for the establishment of an

institution Anglo Oriental Collage to provide both religious and modern education, today this institution is recognized as Aligarh Muslim University. With the elapse of time the expansion in the power of the British Raj was proliferated they started acquiring control over the educational institutions in India, they aided the institutions with financial support, In this, Aligarh Muslim University was also clinched by Britishers thus it was no longer an institution which Sir Syed visualized.

The Muslim students were outraged and demanded that university must terminate the accumulation of assistance from the Britishers, but the university administration did not paid any attention to them. A large number of activists and freedom fighters devoted to Non-corporation Movement and muslin activists and politicians of INC decided to establish an independent institution from British governance, which administered by Indian contingents, thereupon the founders of Jamia strongly believed that education must be free from the British control with religious based curriculum having moral, cultural traditions, modern education. As if on cue the Ottoman Empire in Turkey was dissolved after this a section of western educated but radical Islamic Muslim scholars at Aligarh perturbed with the role of the British power against the ottoman caliphate.

The Muslim students were outraged and demanded that university must terminate the accumulation of assistance from the Britishers, but the university administration did not paid any attention to them. A large number of activists and freedom fighters devoted to Non-corporation Movement and muslin activists and politicians of INC decided to establish an independent institution from British governance

In point of fact, the idea of JMI began materialized by Gandhi Ji at that time. Gandhi opposed the Rowlett Bills with launching his Satyagraha against it in Delhi during March-April, 1919. He visited Aligarh in October of 1920; his

significant visit prompted series of events on the Mohammedan Anglo Oriental College campus. Maulana Mohammad Ali, persuaded Gandhi ji about the concept of Khilafat in Islam and what its worth for Muslims. In Aligarh Gandhi ji promoted the khilafat movement and allied with the students and activists Maulana Abul Kalam Azad, Ali Brothers, Dr.MA Ansari, and Hakeem Ajmal Khan were also present. With this allegiance all the Indian communities making a move to aloof themselves from British merchandise and commodities. When the leaders embraced each other in public places and confederations of freedom fighters marked a culmination of hindu-muslim unity.

The 29th of October 1920 was declared the day for the inauguration of an autonomous 'National Muslim University' Shaikh-ul Hind (Maulana Mehmood-ul-Hasan) was invited to lay the foundation stone and inaugural speech but the health of Shaikh-ul Hind not allowed him to do so. Then his student Maulana Shabbir Ahmad Usmani delivered the speech on behalf of Maulana Mehmood-ul-Hasan.

The foundation committee had 18 prominent founding members Dr.Mukhtar Ahmad Ansari, Mufti Kafayattullah ,Maulana Abdul Bari Farangi Mahali ,Maulana Sulaiman Nadvi ,Maulana Shabbir Ahmed Usmani,Maulana Husain Ahmad Madni ,Chaudhury Khaleeq-uz-Zaman ,Mohammad Ismail Khan ,Tasadduq Husain Khan, Dr. Mohammad Iqbal, Maulana Sanaullah Khan Amritsari, Dr.Saifuddin Kitchlew ,Maulana Abul Kalam Azad, Dr. Syed Mehmood ,Saith Abdullah Haroon Karachiwale,AbbasTyabiji ,SaitMiyan Mohammad Haji Jaam Chhotani and Maulavi Abdul Haq.

JMI was nurtured by men, who deeply committed to the nationalistic cause. It has been considered an ideal institution for India's inherited liberal and tolerant of co-existence of different faiths and ideologies. The past of Jamia tells us that it has been the visible symbol of India's freedom struggle, its secularism, Hindu-Muslim unity and the idea of Azad Taalim(self directed education).

JMI was nurtured by men, who deeply committed to the nationalistic cause. It has been considered an ideal institution for India's inherited liberal and tolerant of co-existence of different faiths and ideologies. The past of Jamia tells us that it has been the visible symbol of India's freedom struggle, its secularism, Hindu-Muslim unity and the idea of Azad Taalim(self directed education).

From 1920 and the times after that our Jamia journeyed miles of triumph and success and attained changes like in 1925 it was shifted to karolbagh , 1935 it was shifed to Okhla , and witnessed the partition of India the riots after the independence quivered the northern India surely affected jamia but not its campus, in 1962 it became a deemed university, in 1978 the BE course of civil engineering was commenced , in 1981 the faculty of humanities and languages , natural science , social science were established in 1985 the mass communication research centre for coaching and career planning were established. Academic staff collage and the academy of third world studies were established in 1987 and 1988 and faculty of law in 1989. In 1988 Jamia became a central university by an act of parliament.

The Jamia Millia Islamia is indeed a minority institution but never forsaken furnishing education to the other communities of India, Jamia is known for its multi ethnic and multi religious diverse society. Even today, Jamia Millia Islamia has maintained this habit. The institution has preserved the Ganga-Jamni tehzeeb i.e brotherhood of the country.

The Jamia Millia Islamia is indeed a minority institution but never forsaken furnishing education to the other communities of India, Jamia is known for its multi ethnic and multi religious diverse society. Even today, Jamia Millia Islamia has maintained this habit. The institution has preserved the Ganga-Jamni tehzeeb i.e brotherhood of the country. This institution has honored everyone no matter from which society or faith they came from. According to Dr.jawahar lal nehru said that jamia was the product of non corporation movement undoubtedly we can say it has been connecting people ever since the moment it was established.

Today, Jamia Millia Islamia is giving us this message which can be conveyed through the verses of **Allama Iqbal**:

"Go beyond the destination and find the destination,

If you find a river, then find the sea"

"Every glass is broken by a stone,

Find the glass that breaks the stone"

Under the state of affairs in which Jamia was founded, no one could say that it would effectuate the journey from droplet to pearl in this way. On completing glorious 100 years of splendid achievements, Jamia is still proffering its services to the nation in the same way with equivalent old enthusiasm as yesterday, and the endeavors of Jamia are apprising the world that the further success is yet to come......

References:

- # Dr.Zakir Hussain: Quest for Truth by Ziaul hasan Farooqi, ISBN 81-7648-056-8
- #The prisoners of Malta: the heart rending role of musilm freedom fighters in british period by S.M Mian ISBN-13 987-8178271040
- # Shahid i justju by Dr.Zakir Hussain
- # islam in modern age, the establishment and early years of jamia , vol 35
- #jamia millia islamia: a unique initiative in muslim education chapter 1
- #profile of jamia millia islamia -historical note (www.jmi.ac.in)

■ ■ ■

WHAT WAS THE ROLE OF GANDHI IN THE FORMATION AND SUSTENANCE OF JAMIA MILLIA ISLAMIA?

ALIZA KHAN

(B.A 2ND YEAR)

ANSWER: One of the several prominent educational institutions established in response to the call of non-cooperation by Mahatma Gandhi was Jamia Millia Islamia.

The minority educational institution, which is also a central university, began as the direct result of non-cooperation and the Khilafat movement. In August 1920, Gandhi had given a call for non-cooperation, asking Indians to boycott the British government's educational institutions, the courts, government services, foreign goods and elections, and to refuse to pay taxes.

Responding to the call, Muslim nationalist leaders such as Maulana Mahmud Hasan, Maulana Muhammad Ali Jauhar, Hakim Ajmal Khan, Dr. Mukhtar Ahmad Ansari, Abdul Majeed Khwaja and Dr. Zakir Hussain on October 29, 1920, founded Jamia Millia Islamia in Aligarh.

Responding to the call, Muslim nationalist leaders such as Maulana Mahmud Hasan, Maulana Muhammad Ali Jauhar, Hakim Ajmal Khan, Dr. Mukhtar Ahmad Ansari, Abdul Majeed Khwaja and Dr. Zakir Hussain on October 29, 1920, founded Jamia Millia Islamia in Aligarh

The inaugural meeting of Jamia was held in the Jama Masjid of Aligarh Muslim University (AMU). At the time of founding Jamia, its founders, such as Zakir Hussain, were associated with AMU. Jamia was later shifted to Delhi, first to Karol Bagh and then to Okhla, where it is situated now.

A new book titled *Jamia Aur Gandhi* (Jamia and Gandhi) informs us that Gandhi's relationship with the institution was not just limited to the fact that it was established in response to the call given by Gandhi. It shows us that Jamia and Gandhi shared a life-long relationship.

Written by a journalist and an alumnus of Jamia, Afroz Alam Sahil, the book documents how Gandhi contributed to the development of the institution over the years, which is currently celebrating its 100th Foundation Day.Sahil writes in the preface of the book:

"Gandhi contributed a lot to Jamia and he also received a lot from the institute. It wouldn't be an exaggeration to say that Gandhi had a special affection towards Jamia. As much as Gandhi understood Jamia, the institute also gave an equal amount of love and respect on him."

> ***In January 1925, when Jamia was going through a serious financial crisis and there were talks of closing it down, Gandhi, insisting that it must continue, is reported to have said to Hakim Ajmal Khan, "Aapko rupaya ki diqqat hai to mein bheekh maang lunga('If you're facing a financial crunch, then I am ready to do beg')."This encouraged Hakim Ajmal and his friends to keep Jamia going. Gandhi also made a trip to Bhopal and appealed to the masses in Patna.***

According to the author, Gandhi's wife Kasturba spent some crucial days of her life in Jamia as well. Moreover, Gandhi's son Devdas served as a teacher in the institution.Gandhi's grandson Rasiklal (son of Hiralal) not only studied in Jamia but also breathed his last there.

To raise funds for Jamia, Gandhi wrote several letters to wealthy and influential people, including Jamnalal Bajaj, Ghanshyam Das Birla and Pandit Madan Mohan Malviya, founder of the Banaras Hindu University (BHU).

In January 1925, when Jamia was going through a serious financial crisis and there were talks of closing it down, Gandhi, insisting that it must continue, is reported to have said to Hakim Ajmal Khan, "Aapko *rupaya ki diqqat hai to mein bheekh maang lunga*('If you're facing a financial crunch, then I am ready to do beg')."This encouraged Hakim Ajmal and his friends to keep Jamia going. Gandhi also made a trip to Bhopal and appealed to the masses in Patna. He also wrote articles in his journals — *Young India* and *Navjivan*— to raise funds for Jamia.

For Gandhi, Jamia was not just another nationalistic project but an initiative which he hoped would serve as a living example of Hindu-Muslim unity. In most of his letters and addresses concerning Jamia, he can be seen emphasising on this point.

Moreover, Gandhi's vision about Jamia was one of a Muslim educational institution which would be an abode for training Indian citizens, along with one which would safeguard the Islamic identity. It was quoted that the educationist and former vice chancellor of Jamia, professor Mohammad Mujeeb, while recounting an incident when Gandhi had been suggested by a friend to remove the word '*Islamia*' from the university's name, to it make it easier to raise funds for the university.

To this Gandhi had responded by saying that, "If the word 'Islamia' is removed from Jamia's name, then I would not be interested in the educational institution."

Opposing the collection of funds for Jamia, Dr. B.S. Moonje, leader of the Hindu Mahasabha, wrote a letter to Gandhi on January 18, 1928. In his letter, Moonje alleged that communal institutions (like Jamia) are primarily responsible for creating separation between communities, which results in communal strife.

In response to Moonje's letter, Gandhi wrote to him on January 27, 1928, saying, "Don't we have many institutions in our country which are purely Hindu? And there are no restrictions in this Muslim university on the admission of Hindu students. In fact, many Hindus have graduated from this University and they are working today in the service of the nation. There are

many Hindu students studying here."

Gandhi was a lifelong supporter and friend of Jamia. Wherever he went and whenever he got a chance to speak about Jamia, he tried his best to promote and support the institution.Upon his return to Delhi from Nohakhali on September 9, 1947, the first thing that he had reportedly asked is, "Is Zakir Hussain fine? Is Jamia Millia safe?"

The next morning he visited Jamia and Okhla, where refugees of the Partition were staying. This proved to be his last visit to Jamia, as within six months of this visit, he was killed by Nathuram Godse on January 30, 1948 during the evening prayers in Delhi.It was noted that upon hearing the news of Gandhi's assassination, every member of Jamia was sad and the institution was engulfed in gloom, remembering the friend and benefactor who had contributed towards the development of Jamia immensely.

As Jamia is celebrating its 100th foundation day,we need to remember the legacy of Gandhi because imagining the legacy of Jamia without Gandhi and Gandhi without Jamia seems impossible.

■ ■ ■

Is Jamia anti-national?

MARIYA ASIM
(B.A. Final year)

JAMIA MILLIA ISLAMIA UNIVERSITY remains in limelight from an epoch for its unstoppable and indomitable attitude of its students and faculty members. It is known for its stalwarts and fearlessness. The name of which means a national university, if such an institution really nationalist or is it became anti-national as called up by many nowadays?

In 1920, the University started at the camps in Aligarh in a result or say, in support of the non-cooperation movement of Gandhi Ji. The fearless, and brave students left their studies at Aligarh for the cause of the nation and supported the freedom heroes, against Britishers. The institution was established to provide education to such patriotic students.

I suppose if the media houses has known the correct history of Jamia they would never call it anti – national. How can the institution the foundation of Which was laid for the national cause, can be anti-national.

I suppose if the media houses has known the correct history of Jamia they would never call it anti – national. How can the institution the foundation of Which was laid for the national cause, can be anti-national.

The formation and motto of Jamia Millia Islamia

In 1920, Gandhi Ji called out for non cooperation movement in which all the British goods and institutions were asked to boycott. In the response to this movement the Jamia Millia Islamia was founded by the Muslim nationalist leaders like Maulana Mahmud Hasan, Maulana Muhammad Ali, Hakim Ajmal Khan, Dr. Mukhtar Ahmad Ansari and Abdul Majid Khwaja, because they were not happy with the Aligarh Muslim University's decision to bar its students and teachers from participating in the Non-Cooperation and Khilafat Movement.

Jamia Millia was conceived in 1920 as the confluence of Islam and Indian Nationalism and as a forum for Hindu-Muslim unity and understanding. The idea behind the establishment was to impart free education that is to be a synthesis of Islamic and Modern education with an independent atmosphere without any aid and interference of the British government. The basis of this idea is the belief that a true education of their religion and modernity will imbibe in Indian Muslims a love for their country and a passion for national integration, and prepare them to take active part in seeking independence and progress for India. This is why it is said that Jamia took upon the triple task of Islamic education, modern education and nationalism, i.e., the combination of three apparatus to form a new nuance. [1]

> ”
>
> ***Jamia Millia was conceived in 1920 as the confluence of Islam and Indian Nationalism and as a forum for Hindu-Muslim unity and understanding. The idea behind the establishment was to impart free education that is to be a synthesis of Islamic and Modern education with an independent atmosphere without any aid and interference of the British government. The basis of this idea is the belief that a true education of their religion and modernity will imbibe in Indian Muslims.***
>
> “

Initially, it was established in Aligarh (which was then part of the United Province) but shifted in 1925 to Karol Bagh (Delhi) and finally moved to Okhla (New Delhi) in 1935. Since then, Jamia has become a central university by an act of Parliament in 1988.

In it's initial days Jamia even faces a lot of financial crisis but it never came to halt. It was Mahatma Gandhi who insisted Hakim Ajmal Khan to not close it down in 1925. He said, “If you are facing a financial crisis, I am ready to beg.”

The curriculum of Jamia was also designed in such a way that it provides the Islamic as well as modern education at the same time.

Jamia founders brought the three expressions together and incorporated it in its Curriculum, placed emphasis on the mother tongue of the learner, but instruction may be imparted through the medium of other languages as well, for the purpose to create both a good Muslim as well as a good citizen of India.(2)

Though, founded by Muslims Jamia was Muslim only in name, the presence of several Hindu and Christian teachers tell us that the atmosphere of Jamia was mixed and cosmopolitan.

“Jamia is a lusty child of the Non-cooperation Movement” as once Pt. JawaharLal Nehru described it. Dozens of Hindu students from Assam, Bengal and Punjab flocked to Jamia. Meanwhile, Hindu and Muslim students not only studied together, but ate and lived together. Several teachers left their homes to serve Jamia some of them were P. S. Gupta, Surya Kant Shastri, and D. P. Singal, and A. J. Kellat, etc. Arrangements had also been made to teach not just Hindu theology but also Hindi to those who did not study Urdu.

Jamia : National or anti-national

After the event of December 2019 in Jamia, many people blamed Jamia. The students of the university were considered traitors and against Nation. In some cases , students faced harsh treatment , brutality by Police and many other officials. The media spread all the hatred among the public too. But They forget that,

“Here, conscience is the beacon light

And conscience is the guide

Here is the Mecca of heart resides the guide faith

Ceaseless movement is our faith

And blasphemy it is to stay still

Here, the destined goal is the march on and on

Here the swimming urge seeks

Newer and newer storms
Restless wave itself is our resurrected shore." [3]

This is the aim of JAMIA . It is an institution which never subside by the outside forces. It is the institution which always stand for India. It is the institution which never tolerate oppression. From the very beginning, it's foundation were laid by nationalist Muslims. It's first batch consists of students who left there studies at Aligarh Muslim university to support The non cooperation movement.

Jamia has been headed by several nationalist leaders like Mukhtar Ansari who went on to become President of Indian National Congress session in 1927 and Zakir Husain who later served as the 3rd President of India between 13 May 1967 to 3 May 1969.

The riots at the time of partition shook the nation but Jamia remain still. Gandhi Ji called it "an oasis of peace in the Sahara of communal violence"

Jamia always raise its voice against wrong and invalid things in India. But it doesn't means Jamia fails as a university. Jamia's mass communication centre, centre for Sarojini Naidu, Centre for Study of Social Exclusion and Inclusive Policy , law department etc. Have given many talented youth to India who are now contributing to the nation while working in their respective fields.

Jamia always raise its voice against wrong and invalid things in India. But it doesn't means Jamia fails as a university. Jamia's mass communication centre, centre for Sarojini Naidu, Centre for Study of Social Exclusion and Inclusive Policy , law department etc. Have given many talented youth to India who are now contributing to the nation while working in their respective fields.

The library of Jamia is also among the best. Recently the librarian of Zakir Husain library , 'Dr. Tariq Ashraf' was awarded as the best librarian for 2019.[4]

Jamia's centre for civil service is one of the best in India, from where almost 30-50 students pass every year and were recruited in higher positions.

Jamia MILLIA Islamia even after all the turbulence of December 2019, ranked among top 10 universities of India in NIRF ranking by the Ministry of human resource and development, in 2020.

Even Jamia is not legging behind in the Corona Virus pandemic situation, from free COVID test camps to research for vaccines, Jamia is everywhere.

Despite being through protests, riots, detention , the university secured it's position in top ten universities. This is the greatest contribution of Jamia and its proof of being National and not anti-national.

Conclusion

Jamia works with vision to prepare a roadmap for Indians , to secure there future from discriminations and turbulences. And this is normal, if one raises it's voice against wrong, it would be blamed first. But at the end the truth wins. Jamia has gone through a lot in these 100 years but, Jamia from the very beginning contributed for the nation and will always do. After all,

This is the land of my hopes

This is land of my dreams.

Notes

1. Javed Akhtar, Jamia Millia Islamia: confluence of Islam and Indian Nationalism.
2. Annual report of Jamia Millia Islamia 1998-99
3. English translation of JAMIA Tarana.
4. India today news

References

- The Jamia college : it's history and significance
- Mudholi, A.G, Jamiakikahani
- W.C Smith, Modern Islam in India.
- Javed Akhtar, Jamia Millia Islamia: confluence of Islam and Indian Nationalism

■ ■ ■

INVENTIVENESS OF JAMIA

NUSRAT IQBAL
(B.A, Final year)

"Education is the powerful weapon which you can use to change the world. (Nelson Mandela)

The word "Education" has only nine alphabets but the meaning of this word is very deep. Education is must for our society so that we can do good things like maintaining peace in the society, how to behave with elders, how to treat with children and how to manage everything in

proper way. Without Education a person is nothing we don't even know who we are? What we have to do? Why we came in this world?. We can understand all these things if we have education. Education removes us from darkness towards light.

"proper way. Without Education a person is nothing we don't even know who we are? What we have to do? Why we came in this world?. We can understand all these things if we have education. Education removes us from darkness towards light."

In the education there is a contribution of various schools and colleges and one of among themes is Jamia Millia Islamia. Jamia is one of the top most Universities in present time.This is all because of the hardwork of teachers and students.The

administrative system of jamia is very best. The environment of Jamia is very calm.It gives relief to broken souls. The way teachers taught the students,the way the teachers love their students is very immense feeling which I will keep in my heart forever.

every year many students from Jamia are selected for UPSC and many in other fields like .Phd,BDS etc and later they serve the nation, They get all kind of knowledge from Jamia.

We can serve nation when we understand tha true meaning of education and Jamia is one among them who taught us the real sense of education.Education is not only about jobs. Education is ethics, which teaches us how to live in a society."Only a educated person can change a evil society toward good society". Sometimes we have conflicts too .At critical times we corporated with our management and they cooperated with us and may be this is the reason We are on the top of the all universities. In my opinion Jamia is a place where I cry, where I laugh, where I enjoy. Or either I can call my second home.

At the end they few lines I wrote by myself for my home (Jamia)

Sahi lafzu mai taleem kai mainai sikhata h jamia

Sahi lafzu mai jeenai ka saleeqa sikhata hai Jamia.

Sahi lafzu mai rehnaika tareeqa sikhata hai Jamia.

Sahi lafzu mai Insaan ka rukh badalta h jamia.

■ ■ ■

CONTRIBUTION OF JAMIA MILLIA ISLAMIA IN SPORTS

SHAMA FIROGAN
(M.A, Final year)

INTRODUCTION:

The Jamia Millia Islamia played an Important role in Sports & Games since its inception.

Sports and games are considered as an important recreational activity in the Jamia Milia Islamia.

The Appointment of Physical Education Director in 1971 is the amateur approach towards sports & games changed to professional approach, efforts and dedication the Jamia sports committee members.

▪FACILITIES & INFRASTRUCTURE:

The Jamia has the enormous facilities for all kinds of both Indoor & outdoor sports & games with world class amenities.

The infrastructure has grown periodically based on the requirements of the athletes of Jamia.

The Indoor Sports Complex consist of centrally air conditioned stadium with international standards & features for all games.

The stadium Incorporates the following facilities.

Conference Room

Fitness Club with Hitech Gym

Waiting Lounge

Cafeteria

Changing Rooms (Men & Women)

Washrooms (Men & Women)

Washrooms (Handicapped Athletes)

Sports Equipment

Badminton Court

The Outdoor Jamia Sports Complex (Stadium) is situated adjacent to main campus & next to indoor sports complex. The ground is named after Former Indian Cricket captain Mr. MANSOOR ALI KHAN PATAUDI. it was donated by his Mother , Begum of Bhopal late. this ground also known as Bhopal Ground for this name & fame.

The Outdoor Complex comprising of world class facilities & amenities for outdoor sports & games.

It Incorporates the following facilities:

Huge Cricket Ground

Cricket Net Practice wickets

Football Ground

Hockey Ground

Basketball Court

Volleyball Court

Lawn Tennis Court

Athletics

Jogging Tracts

Outdoor Viewer's Pavilions

All Facilities for Viewers

ACHIEVEMENTS:

The Jamia got its own recognition when won its first GOLD & SILVER Medal in wrestling in the ALL INDIA INTER UNIVERSITY CHAMPIONSHIP in the year 1977.

Jamia has yielded uncountable international champions in the field of sports from its inception to till date, and achieved many trophies & medals of good position from state Level to international Level.

Jamia Millia Islamia
All Teams performance in All India Inter University Tournaments

S.NO	GAMES	YEAR	POSITION	TOURNAMENTS
1	Wrestling	1977-78	Third Place	All India
2	Cricket	1990-91	Winner	All India
3	Hockey	1990-91	Third Place	All India
4	Basketball (M)	1992-93	Winner	All India
5	Table Tennis (W)	1992-93	Runner	All India
6	Hockey	1997-98	Third Place	All India
7	Hockey	2000-01	Runner	All India
8	Cricket	2004-05	Runners	All India
9	Hockey	2005-06	Third Place	All India
10	Tennis (W)	2010-11	Third Place	All India
11	Hockey	2011-12	Winner	All India
12	Cricket	2012-13	Third Place	All India
13	Cricket	2012-13	Runner in UCC	All India
14	Shooting (M)	2014-15	Runner in Trap	All India
15	Basketball (M)	2014-15	Runner	All India

INTERNATIONAL CHAMPIONS & PRESTIGIOUS ALUMINUS OF JAMIA MILLIA ISLAMIA IN THE FIELD OF SPORTS

EVENTS OF SPORTS

The Jamia conducts annual sports & games meet & competition for the Jamia students annually.

Apart from the annual sports meet it conducts many events nationwide around the year as follows

Ranji Trophy Matches Maches

Women Cricket Test Matches

Women World Cup Matches

Blinds Cricket Matches

Hockey Matches

Tennis Matches

Wrestling & Shooting Matches

And others sports matches periodically around the year.

SPORTS COMMITTEE & CLUBS:

The Jamia has many clubs & association macthes accordingly with the games, matches & teams. Every game has separate athletes team with management staffs. Jamia has well experienced & established sports committee from all its academic branches for Individual games in the directorship of sports director.

OUTREACH SPORTS ACTIVITIES:

To encourage sports & games amongst youths, Jamia has Introduced many outreached sports camps & activities for the beneficial of the upcoming young athletes in the society.

Jamia has introduced summer coaching campus are for childers of all ages in all the games with well qualified coaches

The following are the List of games comes under outreach activities currently

Cricket

Football

Basketball

Table Tennis

Badminton

The summer coaching campus are open to Jamia staff & faculties as well as for the community within the vicinity at no profit & Loss basis.

The sports complex ground facilities also provided to the corporate sector, schools & colleges for the rental basis for conducting sports & cultural activities for National & International Competitions with Less Premium.

ADMISSION FOR SPORTS CATEGORY:

The Jamia Milia Islamia gives special consideration reservation of 5% for sports categories as per the guidelines of Ministry of Youth Affairs & Sports by giving separate reservations for sports personnel.

The admissions for sports category is reserved for the limited games & for all the courses exceptionally for (ENGINEERING, ARCHITECTURE, DENTISTRY & PHYSIOTHERAPY) courses as per the regulations as follows

INCENTIVES FOR SPORTS PERSONNEL:

Sports person get relaxation of classroom attendance requirements in Lieu of the spend of time in the activities of sports participation in all the tournaments of university, Inter-University, National and international Level.

Jamia provides good food & diet allowance for participants in sports tournaments.

Jamia provides cash prices & good Incentives to position holders in inter-university tournaments.

This is Jamia's cntribution in the field of sports and Jamia has given so many sports champions to the nation who are working at national and international lavel.

■ ■ ■

ESTABLISHMENT OF JAMIA AND ITS PURPOSE

NIKHAT ZAFAR
(M.A, Final year)

Jamia Millia Islamia was mainly established in response to the demand of some students of the Aligarh Muslim University for a new National Muslim University which would be free from government influence as they felt that the administration of Aligarh Muslim University was of pro-British stance.

Jamia millia islamia is a central university located in jamia nagar, new delhi in india. Originally established at Aligarh during British raj 1920. It moved to its current location in okhla in 1935.was given the deemed status by University Grants Commission in 1962. On 26 December 1988, it became a central university. The founding members of Jamia Millia Islamia are Sheikhul hind Mehmud ul hasan, Muhammad Ali jauhar,Hakim Ajmal Khan,Dr. Mukhtar Ahmed,Majeed khawaja,Dr.Zakir Hussain. On 22 October 1920 Hakim Ajmal Khan was elected the first Chancellor of jamia, Muhammad Ali jauhar was elected as the first vice Chancellor.

Jamia Millia Islamia was mainly established in response to the demand of some students of the Aligarh Muslim University for a new National Muslim University which would be free from government influence as they felt that the administration of Aligarh Muslim University was of pro-British stance.The emergence of jamia was supported by Mahatma Gandhi and Rabindra Nath Tagore who felt that jamia millia islamia could shape lives of hundreds and

thousands of students on the basis of a shared culture and world view. In 1925, Jamia millia islamia a moved from Aligarh to karolbagh, new delhi. On 1 March 1935, the foundation stone for a school building was laid at okhla, then a nodescript village in the Southern out skirts of Delhi.

Aim

The aim of jamia millia islamia is often displayed with the following statements of Zakir Hussain. The movement of jamia is a struggle for education and cultural Renaissance. It will prepare a blue print for Indian Muslim which may focus on Islam but simultaneously evolve a national culture for common Indian. It will lay the foundation of the thinking that true religious education will promote patriotism and national integration among Indian Muslim, who will be proud to take part in the future progress of India, which will play its part in the comity of Nations for peace and development of jamia millia islamia will be lay down the common curriculum for Indian muslims taking into account the future challenges and will prepare the children to be masters of future.

In 1962, the university Grants Commission declared the jamia as a centeral university. Soon there after, the school of Social work was established in 1967. In 1971, Jamia started the Zakir Husain institute of Islamic studies, BE courses in Civil Engineering commenced in 1978. In 1981, the faculities of humanities and language, Natural science, social sciences and the state Resource centre were founded.

Deemed to University

In 1962, the university Grants Commission declared the jamia as a centeral university. Soon there after, the school of Social work was established in 1967. In 1971, Jamia started the Zakir Husain institute of Islamic studies, BE courses in Civil Engineering commenced in 1978. In 1981, the faculities of humanities and language, Natural science, social sciences and the state Resource centre were founded. In 1983, Mass communication ,Research centre and centre for coaching and career planning. In 1985, it established the Faculty of

Engineering Technology and Computer centre. Academic staff college and the Academy of Third world studies followed in 1988. Faculity of Law was added in 1989.

Progress throughout the years

Jamia Millia Islamia has become an essembled of a multilayered educational system which covers all aspects of schooling, Under graduate ,Post graduate, M. Phil/ph.d and post doctoral education with 9 faculities learning, 38 teaching and research department and over 27 centres of learning and research.In recent years Jamia Millia Islamia got NAAC Accreditation with Grade 'A' in 2015.The MHRD's national institutional Ranking frame work (NIRF) placed it at the 19th position in the "overall ranking" for 2018. University has taken initial steps to participate in the world ranking. In the time higher education (THE) ranking for the year 2017 Jamia was placed in between 801-1000 and in the QS world university Ranking 2019 we are placed in between 751-800. It was ranked 1 in India overall by the National Institutional Ranking Framework (NIRF) in 2019,[44] 10 among universities,The university has been bench marking its teaching and research process by increasing its interface with foreign educational institutions through faculty exchange, student exchange joint research, joint conference and joint publication. We are faciliaty campus recruitments. We are connecting our students to the world.Jamia millia islamia will be completing hundreds years of its existence in 2020.

■ ■ ■

SPECIAL EDITION

SADA-E-JAUHAR

DEPTT. OF ISLAMIC STUDIES JMI

THE ROLE OF JAMIA IN NATION BUILDING

MAULANA MUHAMMAD ALI JAUHAR

Maulana Muhammad Ali was a man who chose Pen over Sword, Jauhar was his pen name.He possessed remarkable brilliance as a writer, orator, poet, leader and scholar. Apart from this he was an influential Journalist, a passionate Freedom Fighter and a torch bearer of Khilafat Movement. Maulana wished not to get buried in "Slave India", this shows his determination in his fight for the freedom of India. He died in London and his mortal remains were buried in the holy land of Jerusalem.Maulana was one of the founders of Jamia Millia Islamia and its first Vice Chancellor. The annual magazine of the Department of Islamic Studies "Sada-E-Jauhar" indicated as "The Voice Of Jauhar" is a humble tribute to this great and versatile personality. This is a small effort to keep his words and work alive in the hearts and minds of the students. This magazine covers the relevant topics of Islamic Studies and contemporary world issues.

JAMIA MILLIA ISLAMIA